Volume VII
No. 21

SP VII-21-76 (E)
250

THE SENATE OF PAKISTAN DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, September 8, 1976

CONTENTS

	PAGE
Starred Question and Answer	475
Leave of Absence	475
Adjournment Motion *Re* : Implementation of Wage Board Award in respect of the working journalists and other employees of the daily 'Tamir' *Not pressed*	476
The Constitution (Fifth Amendment) Bill, 1976—*considered*	478
Point of Order *Re* : Mis-statement that Holy Quran could be amended—*Ruled out*	496
The Constitution (Fifth Amendment) Bill, 1976—*passed*	498

PRINTED BY THE MANAGER, PRINTING CORPORATION OF PAKISTAN PRESS, KARACHI
PUBLISHED BY THE MANAGER OF PUBLICATIONS, KARACHI : 1977

Price : *Paisa* 50

SENATE DEBATES

SENATE OF PAKISTAN

Wednesday, September 8, 1976

The Senate of Pakistan met in the Senate Chamber (State Bank Building), Islamabad, at nine of the clock in the morning, Mr. Chairman (Mr. Habibullah Khan), in the Chair.

(Recitation from the Holy Qur'an)

STARRED QUESTION AND ANSWER

Mr. Chairman : Yes. Now, we take up questions. Question No. 37.

Disposal of Confiscated Cars

37. ***Khawaja Mohammad Safdar** (Leader of the Opposition) : Will the Minister for Finance, Planning and Development be pleased to refer to part (a) of his answer to Starred Question No. 22 and state :

(a) the number of cars given to various Government Departments and Divisions out of 172 confiscated cars ; and

(b) the number of cars out of those confiscated given to individuals, giving their names and designations and the make and model of the car and the price charged for each of them.

Makhdoomzada Mohammad Amin Fahim (Read by Malik Mohammad Akhtar, Minister for Law and Parliamentary Affairs) :

The requisite information is being collected and will be placed on the Table of the House on finalization.

Leave of Absence

Mr. Chairman : There is a leave application by Senator Mir Nabi Baksh Zehri. It reads :

"Unfortunately I had another attack of fever at midnight and will not be able to attend this important session tomorrow for which I had already booked my flight. Please accept my vote in favour of all clauses of the Fifth Amendment."

Should the leave be granted ?

(The leave was granted)

خواجہ محمد صفدر (قائد اختلاف) : ووٹ بھی گن لیجئیے -

Malik Mohammad Akhtar (Minister for Law and Parliamentary Affairs): Let us be very clear. Voting is only required at the stage of putting amendments and Schedules, and even then it is required only once at the third reading, if we strictly follow the Constitution of 1962 as well as 1973.

Mr. Chairman: Well, he made that remark only humorously.

He was not very serious.

خواجہ محمد صفدر : کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی -

Mr. Chairman: You thought probably that he wants this vote to be counted. No.

Malik Mohammad Akhtar: He desired so.

Mr. Chairman: All right. Leave is granted. We take up adjournment motion which was postponed yesterday.

ADJOURNMENT MOTION *RE*: IMPLEMENTATION OF WAGE BOARD AWARD IN RESPECT OF THE WORKING JOURNALISTS AND OTHER EMPLOYEES OF THE DAILY 'TAMIR'

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! محترم وزیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں اختصار کے ساتھ ان کی خدمت میں کچھ گذارش کروں -

Mr. Chairman: You first read your motion.

خواجہ محمد صفدر : جناب کل میں نے پڑھی تھی -

جناب چیئرمین : کل آپ نے پڑھی تھی ؟

خواجہ محمد صفدر : جی قبلہ -

Mr. Chairman: Well, it is about that 'Tamir'....

خواجہ محمد صفدر : جی ہاں یہ تعمیر اخبار کے متعلق ہے -

Mr. Chairman: And the implementation of the Wage Board Award.

خواجہ محمد صفدر : تو جناب والا ! میری گذارش یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے وہی بورڈ بنایا ہوا ہے اس نے ایک ایوارڈ دیا ہے اگر ہم قانون بناتے ہیں تو اس کو ہمیں نافذ بھی تو کرنا چاہیئے - میں سمجھتا ہوں کہ یہ اخلاقی فرض بھی ہے جہاں تک فیڈرل گورنمنٹ کا تعلق ہے کہ وہ اداروں کی نیک نامی اور ان کے وقار کے مدنظر بھی ان کے احکامات کی بھی تعمیل کرائے اور کئی روز سے یہ کارکن صحافی اور دوسرے ملازمین ہڑتال پر ہیں - رمضان المبارک بھی ہے اس میں بھی اخراجات بڑھ جاتے ہیں - آگے عید آرہی ہے اس کے لئے ہر شخص اور ہر مسلمان کو ضرورت ہے لیکن ان کو تنخواہ نہیں مل رہی چہ جائیکہ ان کے سابقہ واجبات وصول ہوں - تو میں نہایت ہی ادب سے آپ کے توسط سے محترم وزیر اطلاعات و نشریات کی خدمت میں درخواست کرونگا کہ آپ ان لوگوں کے اس مسئلہ میں ذاتی دلچسپی لیں اور اس قصے کو جتنی جلد ممکن ہوسکے نپٹانے کی کوشش کریں - ویسے تو میں جانتا ہوں کہ ان کے پاس لیگل ریمڈی ہے اور شاید وہ مجبور ہوکر لیگل ریمڈی اختیار کریں - لیکن اس صورت میں ایک لمبا پروسیجر ہوگا -

Mr. Chairman: Are you filing an appeal or moving your notice of adjournment motion? You are making an appeal, not moving an adjournment motion.

خواجہ محمد صفدر : بعض کام اپیل سے نکل سکتے ھیں -

Mr. Chairman: I do not mind your appeal. I thought that probably you are appealing.

خواجہ محمد صفدر : بعض کام درخواست سے نکل سکتے ھیں اور آپ جانتے ھیں کہ میرا طریق کار یہی ھے کہ میں درخواست زیادہ کرتا ھوں اور کوئی طریقہ اختیار نہیں کرتا -

Mr. Chairman: Yes, Mr. Hanif Khan.

جناب محمد حنیف خان (وزیر اطلاعات و نشریات) : محترم چیئرمین صاحب ! جیسا کہ تحریک کنندہ نے اپنی تحریک التواء میں یہ بات واضح کی ھے کہ مرکزی حکومت کے اختیارات جو ان کے فرائض میں سے یہ ایک فرض تھا کہ وہ ویج بورڈ کا ٹریبونل مقرر کرے جو لیبر سے متعلق تمام باتوں پر اپنا ایوارڈ دے - ویج بورڈ نے ایوارڈ دے دیا ھے اب 'تعمیر' اخبار کی جو انتظامیہ ھے وہ ویج بورڈ ایوارڈ کے اس فیصلے کو جو کہ اس نے ان مزدوروں کے حق میں دیا ھے تعمیل نہیں کر رھی اور جیسا کہ انہوں نے یہ بھی کہا اور درست کہا کہ اس کے بعد تعمیر کے کارکنان کے لئے ایک ھی قانونی راستہ کھلا ھے اور وہ یہ ھے کہ اگر انتظامیہ اپنے آپکو ویج بورڈ ایوارڈ کے فیصلے کا پابند نہیں سمجھتی ھے، اس پر عمل نہیں کرتی تو اس صورت میں دوبارہ ان کو ویج بورڈ ایوارڈ کے پاس اس لئے جانا ھوگا کہ وہ جو انتظامیہ کے ذمے ان کے واجبات ھیں ان کی جو مزدوری بنتی ھے وہ ویج بورڈ ایوارڈ ٹریبونل ان کو دلا دے لیکن جیسا کہ معزز رکن نے یہاں اس ھاوس میں کہا، یہ عوامی حکومت بلا تمیز اس کے کہ کسی مزدور کے لئے اور کوئی قانونی راستہ اپنی چارہ جوئی کے لئے کھلا ھے یا مزدور کو کسی اور دروازے کی طرف بھیجے، یا کسی اور ادارے کی طرف نشاندھی کرے عوامی حکومت یہ اپنا فرض سمجھتی ھے کہ وہ قانونی موشگافیوں سے بالاتر ھو کر مزدوروں کی فلاح، مزدوروں کی بہبود اور ان کی جتنی تکلیفیں اور مصیبتیں ھونگی ان کو دور کرنے کے لئے اپنی پالیسی کے مطابق ھمیشہ کوشش کرتی رھی ھے کرتی ھے اور کرے گی - میں معزز سینیٹر کو یہ یقین دلاتا ھوں کہ ھمارے بس میں جو بھی ھوا، اخلاقی اور قانونی اور وزارتی سطح پر، ھم ان کی ھر طرح مدد کریں گے اور میں یہاں ایک بات یہ بھی کہہ دینا مناسب سمجھتا ھوں کہ تعمیر کے کارکنان جس وقت ھمارے پاس آتے ھیں مجھے کم از کم کوئی بارہ دفعہ سے زیادہ وہ مل چکے ھیں لیکن ھر دفعہ نیا کارکن آتا ھے اور وھی پرانی بات دھراتا ھے - بات آگے نہیں بڑھنے پاتی، کیونکہ یہ بات اس معزز ایوان میں آ چکی ھے اس لئے میں معزز ایوان کی وساطت سے، معزز سینیٹر سے کہونگا اور نیز اخبار کے مزدوروں سے بھی یہ کہونگا کہ وہ اپنے کوئی ایک یا دو منتخب نمائندے مقرر کر دیں جو تسلسل کے ساتھ اپنے مسائل کو حل کرنے کے لئے کسی وزیر کو یا کسی ادارے میں جاکر اپنا موقف بیان کریں تاکہ ان کی خاطر خواہ امداد ھو سکے اور ان کے مسائل حل ھو سکیں - ان الفاظ کے ساتھ میں دوبارہ یقین دلاتا ھوں کہ ھم سے جو کچھ بھی ھوسکا ھم ان کے ساتھ ھر طرح کی امداد کریں گے -

Mr. Chairman : Are you not pressing it?

Khawaja Mohammad Safdar : I am not pressing it.

Mr. Chairman : All right. The motion is not pressed.

Now, we get down to the legislative business.

Khawaja Sahib, you were in possession of the House yesterday.

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, Sir.

THE CONSTITUTION (FIFTH AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Chairman : You please resume your speech.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین کل میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے آئین کے تحت ریاست کے تینوں ستونوں کے فرائض واضح طور پر تحریر ہیں - قانون ہی کے متعلق لیجئے ہمارا قانون ساز ادارہ یعنی پارلیمنٹ قانون وضع کرتی ہے، انتظامیہ قانون کو نافذ کرتی ہے اور عدلیہ کا فرض ہے کہ وہ قانون کی تشریح کرے - اس کو interpret کرے یہ تینوں فرائض مختلف قسم کے ہیں - اس لئے یہ کہنا کہ عدلیہ نے کسی ایک قانون کو n ret کرتے ہوئے قانون سازی کے دائرے میں قدم رکھ دیا ہے، میرے خیال میں یہ درست نہیں ہوگا - اب جناب والا ! میں اپنے دوسرے نکتے کی طرف آتا ہوں جناب چیئرمین ! قدیم عرصہ سے دنیا بھر کے جمہوریت پسند حلقوں اور ان ممالک میں جو کہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں پر چلنا چاہتے تھے یہ بات بار بار سامنے آتی رہی کہ سٹیٹ یا ریاست کے یہ تینوں ستون مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ، ان کے اختیارات کی وضاحت کی جائے، مکمل طور پر وضاحت کی جائے تاکہ یہ ایک دوسرے کے دائرے کے اندر نہ گھس سکیں - ایک دوسرے کے کام میں مداخلت نہ کر سکیں اور آج سے کم و بیش دو سو سال قبل اس نظریے نے اس قدر زور پکڑا اور مفکر اس حد تک جا پہنچے کہ ایک فرانسیسی مفکر نے کہا کہ یہ ارگنز مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ ہونے چاہیں اس کی تعلیمات کے زیر اثر ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے آئین سازوں نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کا آئین مرتب کیا اور separation of Judiciary جسے کہتے ہیں اپنے آئین میں پیدا کی - یہاں تک کہ اس آئین کو checks and balance کا آئین کہتے ہیں لیکن جناب والا ! یہ کس حد تک ممکن ہے ؟ ان ممالک میں جہاں صدارتی نظام حکومت قائم ہے - یہاں جج صاحبان کی تقرری سے پیشتر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب سے صدر مملکت کا مشورہ ضروری ہے کسی سکٹریری کی تقرری کیلئے اس محکمے سے مشورہ کرنیکی ضرورت نہیں چیف آرمی سٹاف ہو یا فوج کا کوئی دوسرا حصہ ائرفورس ہو یا نیوی ان کے Chiefs کو مقرر کرتے وقت جناب صدر کو کسی سے مشورہ کرنیکی ضرورت نہیں - یہ بالکل اپنی نوعیت کی انوکھی اور علیحدہ قسم کی تقرری ہے اور اسی طرح جناب چیئرمین ! یہ کوئی نئی چیز نہیں تھی - بلکہ عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۷۸ میں یہی الفاظ شامل ہیں صدر ایوب خان مرحوم کے دستور ۱۹۶۲ء کے آرٹیکل ۱۵۰ میں بھی یہی درج ہے - دستور ۱۹۵۶ء کے آرٹیکل ۱۶۹ کے بھی یہی الفاظ ہیں اس طرح جناب والا....

Mr. Masud Ahmad Khan : Point of Order, Mr. Chairman. The honourable speaker is misleading the House. Actually the word 'consultation' was incorporated in the present Constitution, not in the previous Constitution.

Mr. Chairman: This is no point of order. You can contradict him and correct him during your speech, and say that he is wrong, but this is no point of order.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! ھائی کورٹ کے جج صاحبان کی تقرری کا مسئلہ ھمارے دستور کے آرٹیکل ۱۹۳ کے مطابق صدر مملکت چیف جسٹس آف پاکستان سے مشورہ کرتے ھیں اور اس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس سے جس کے لئے جج صاحب کی تقرری ھوتی ھے تب جاکر جج صاحب کی تقرری ھوتی ھے ایسا کسی اور ملازمت میں نہیں ھوتا اور یہی باتیں عبوری آئین کے آرٹیکل ۱۹۵، دستور ۱۹۶۲ء کے آرٹیکل ۹۲ اور ۱۹۵۶ء کے دستور کے آرٹیکل ۱۶۶ میں درج ھیں یعنی زمانہ قدیم سے یہ چلا ارہا ھے اب جناب والا ! ایک دوسرا مسئلہ ملازمت کے سلسلے میں ملازم کا تبادلہ وغیرہ عام ملازم کی طرح نہیں - یہاں تبادلے کے لیے ھمارے آرٹیکل ۲۰۰ میں یہ درج ھے کہ جس جج صاحب کا تبادلہ کرنا مقصود ھو - اس کی رضا مندی پہلے لازمی ھے اور پھر جس ہائی کورٹ سے منتقل کرنا اور جس ہائی کورٹ کی طرف بھیجنا ھو دونوں ہائی کورٹس کے چیف جسٹس صاحبان کی consultation بھی ضروری ھے اور یہ بات ھمارے موجودہ آئین میں نئی نہیں عبوری آئین کے آرٹیکل ۲۰۲ میں ۱۹۶۲ء کے آرٹیکل ۹۹ اور دستور ۱۹۵۶ء کے آرٹیکل ۱۷۲ میں ایسے ھی درج ھے - بالکل وھی الفاظ ھیں - ایک دوسرے کی نقل ھے اور ملازمت کے سلسلے میں ایک اور مسئلہ برطرفی کا بھی ھوتا ھے گذشتہ چھ سال میں گورنمنٹ کے بڑے بڑے اونچے آفیسر، سکریٹری سے بڑا عہدیدار یا آفیسر کسی حکومت میں کون ھو سکتا ھے ؟ بڑے بڑے اونچے آفیسر گذشتہ چھ سالوں میں درجنوں کے حساب سے نہیں، سیکٹروں کے حساب سے لڑھک گئے بغیر وجہ بتائے ڈسمس ھو گئے - ظاھر ھے کہ انتظامیہ کے پاس ایسا کرنیکا اختیار تھا - مگر جہاں تک مجھے معلوم ھے - دو جج صاحبان گذشتہ تیس سال میں برطرف کیئے گئے ھیں - تو وہ اس طریقے کے مطابق کیئے گئے ھیں - جو کہ آئین میں درج ھے اور آئین میں سپریم جوڈیشیل کونسل کا قیام ھے جو ایک بہت بڑا ادارہ ھے اور اگر صدر مملکت کو کوئی شکایت ھو مس کنڈکٹ کی یا کوئی اور شکایت ھو - کسی جج صاحب کے خلاف تو وہ اس کو تحریری طور پر سپریم جوڈیشیل کونسل کو ریفر کرتے ھیں اور سپریم جوڈیشل کونسل باقاعدہ سماعت کے بعد متعلقہ جج صاحب کو صفائی کا پورا موقع دینے کے بعد اگر اس نتیجے پر پہنچے، کہ شکایت درست ھے تو وہ جناب صدر مملکت کی خدمت میں رپورٹ کرتی ھے کہ اس جج کو واقعی remove کردینا چاھیئے، برطرف کردینا چاھیئے - ورنہ کوئی جج remove نہیں ھو سکتا - اسے برطرف نہیں کیا جا سکتا اس کے برعکس سٹیٹ کے دوسرے ملازم کو یہ رعایت حاصل نہیں ھے اور جناب چیئرمین ! یہ برطرفی کا مسئلہ بھی ھمارے موجودہ آئین میں نیا نہیں - عبوری آئین کے آرٹیکل ۲۱۱ دستور ۱۹۶۲ء کے آرٹیکل ۱۲۸، دستور ۱۹۵۶ء کے آرٹیکل ۱۶۹ البتہ ۱۹۵۶ء کے آرٹیکل ۱۶۹ میں تھوڑا سا فرق ھے، سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے متعلق نیشنل اسمبلی کو ایک ایڈریس پیش کرنا ھوتا تھا امپیچمنٹ کرنی ھوتی تھی تو تب جاکر صدر مملکت سپریم کورٹ کے جج کو برطرف کرسکتے تھے اور صوبائی ہائی کورٹ کے جج صاحبان کیلئے صدر مملکت کو سپریم کورٹ کو ریفرینس بھیجنا ھوتا تھا - تھڑا سا فرق تھا - لیکن مقصد وھی ھے کہ ان کی برطرفی کے لئے، ان کی ملازمت سے علیحدگی کیلئے، ان کی عہدوں سے علیحدگی کیلئے - ایک بالکل واضح، نہایت ہی علیحدہ قسم کا ایک انتظام تھا اور ھے -

جناب چیئرمین ! یہی نہیں - ھر ملازم اپنی ریٹائرمینٹ کے بعد کوئی کام کر سکتا ھے -

[Khawaja Mohammad Safdar]

کوئی ملازمت کر سکتا ھے اور جو چاھے کر سکتا ھے - لیکن نہیں - ہائی کورٹ کے جج صاحبان اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان پر یہ پابندی ھے کہ وہ نہیں کر سکتے - وہ اپنی پریکٹس بھی نہیں کر سکتے جو ان کا اپنا پیشہ ساری عمر رھا ھے یعنی قانون کی پریکٹس بھی نہیں کر سکتے - دو سال ریٹائرمینٹ کے بعد کوئی اور ملازمت نہیں لے سکتے - حکومت سے کوئی ملازمت نہیں لے سکتے - ماسوائے چند ایک عہدے ھیں جیسے چیف الیکشن کمشنر کا عہدہ یا کسی کمیشن کے چیئرمین کا عہدہ - تو یہ تمام پابندیاں اور رعائیتیں کیوں ؟ اس لیئے کہ ھمارے آئین سازوں کی یہ خواہش تھی - اس سے پہلے جتنے لوگوں نے خواہ ذاتی طور پر جیسے صدر محمد ایوب خان نے خود بنایا یا اس سے پہلے جتنے لوگوں نے بنایا ان کی یہ خواہش تھی کہ عدلیہ، انتظامیہ کے اثر و نفوذ سے اس کے انفلوئینس سے آزاد رھے اور اس کا اعتماد اس ملک کے شہریوں میں قائم رھے اور اگر کوئی تنازعہ اسٹیٹ کے خلاف بھی ھمارے ساتھ ھوا تو عدلیہ چونکہ ان کی آزاد ھے اور مکمل طور پر آزاد ھے اس لئے ھمیں ھمارا حق دلایا جائے - جناب چیئرمین ! میری ان گذارشات کو سامنے رکھیئے - یہ خاص طریقہ ان کی تقرری کا، ان کے تبادلے کا، ان کی برطرفی کا اور ریٹائرمینٹ کے بعد ان کے لئے جو پابندیاں ھیں ان کو سامنے رکھئے اور پھر زیر بحث ترمیمی بل پر غور فرمائیے کہ کیا وہ تاثر جو کہ اس ترمیمی بل سے قبل اس ملک کے دل ودماغ پر تھا کہ ھماری عدالیتں، انتظامیہ کے اثر سے آزاد ھیں، وہ باقی رہ جائے گا ؟ جج کو بغیر آس کی مرضی کے بغیر اس کی consent کے، بغیر متعلقہ ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس کے مشورے کے، اس کا تبادلہ کیا جاتا ھے اور جیسا کہ آجکل ناراضگی کا دور دورہ ھے - اگر یہ جاری رھا تو کسی ہائی کورٹ کے جج صاحبان کو فٹ بال بنایا جاسکتا ھے - جو کہ نہ صرف اس منصب کے خلاف ھوگا بلکہ لوگوں میں وہ اعتماد جسکی بنا پر ھماری عدلیہ کی عزت و وقار ھے، وہ جاتا رھے گا - اسی طرح اگر کسی جج صاحب نے انکار کر دیا کہ میں سپریم کورٹ میں نہیں جانا چاھتا تو اس بنا پر اسکو ریٹائر کر دینا اور اسے برطرف کر دینا نہ صرف موجودہ آئین کی روح کے خلاف ھے بلکہ انصاف کے ہر تقاضے کے خلاف ھے - یہ تو ھو سکتا ھے کہ جج صاحب نے انکار کیا ھے - گورنمنٹ آئندہ ان کو سپریم کورٹ پر ترقی دینے کے متعلق فیصلہ کرلے کہ آئندہ ترقی نہیں دی جائے گی - انکو ineligible قرار دے دیا کہ آئندہ کبھی بھی جبتک یہ ملازمت میں ھیں ان کو سپریم کورٹ پر elevate نہیں کیا جائے گا - ایسا نہیں کیا گیا بلکہ سیدھا برطرف - یہ کونسا انصاف ھے ؟ جناب والا ! تیسری بات جو کہ اس میں دی گئی ھے وہ یہ ھے کہ چیف جسٹس صاحبان کے عہدوں کے میعاد مقرر کی گئی ھے - اس سے بھی کوئی اچھا تاثر پیدا نہیں ھوگا - کل محترم فاضل وزیر قانون نے ارشاد فرمایا اور کئی ممالک کے نام گن دیئیے کہ کئی ممالک میں پانچ سال کے لئے عہدہ ھے - فلاں جگہ فلاں جگہ میں بڑی توجہ سے سنتا رھا - وہ سارے کمیونسٹ ممالک تھے - میرا کمیونسٹ سے کوئی عناد نہیں ھے کوئی بغض نہیں ھے - وہ ایک اور طریقہ کار ھے - وہ حکومت چلانے کا ایک طریقہ ھے - بالکل ایک علیحدہ تھیوری ھے جس سے ھمارا کوئی تعلق نہیں ھے وھاں ھو سکتا ھے الیکٹ بھی ھوں - محدود میعاد کیلئے بھی ھوں لیکن یہاں ایسا نہیں ھوا - یہاں میں دعوے سے کہہ سکتا ھوں کہ میرے پاس گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ موجود ھے - میں اس کا حوالہ دے سکتا ھوں - محض طوالت کے پیش نظر کہ بات لمبی ھو جائے گی میں مختصر کر رھا ھوں - اس میں بھی فیڈرل گورنمنٹ کے اور ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی تاج برطانیہ تقرری کیا کرتا تھا - باقی وہی باتیں ھیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ھے - ھمارے تمام دستایتر جو کہ ھم

تھا - باقی وہی باتیں ھیں جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ھے - ھمارے تمام دستاتیر جو کہ ہم

یہ وزیر اعظم صاحب کا tenure ہے یہ سینیٹ کے چیئرمین صاحب کا tenure ہے -

ملک محمد اختر : آپ کا بھی tenure ہے -

خواجہ محمد صفدر : میرا بھی tenure ہے - البتہ وزراء صاحبان کا tenure نہیں ہے - تو جناب والا ! یہ سیاسی عہدے ہیں جو انتخاب کے ذریعے حاصل کیئے جاتے ہیں - ان کی جج صاحبان کے عہدوں کے ساتھ کوئی مماثلت نہیں ہے - ان کا ان سے کوئی composition نہیں ہے کوئی قدریں مشترک نہیں ہیں - ان کی تو مثال ویسی بے فائدہ اور بے کار ہے - انہوں نے آرمی چیف کا ذکر کیا تھا وہ میں نے عرض کر دیا کہ آرمی چیف کی تقرری کسی کے مشورے کے بغیر ہوتی ہے - کوئی مشورہ درکار نہیں - صدر مملکت کو آئین کے تحت فیڈرل گورنمنٹ جو مشورے دے گی، وزیر اعظم صاحب جو مشورہ دینگے، جناب صدر مملکت اسکے پابند نہیں - اسلئے میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ تینوں باتیں، یہ تینوں ترامیم جوکہ اسوقت ہمارے سامنے زیر بحث ہیں ان کو اگر ہم نے منظور کیا تو اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان مناصب کا ان جج صاحبان کا بلکہ اس ادارے کا یعنی ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کا وقار عوام کی نظروں میں گر جائیگا اور عوام میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ یہ لوگ بھی انتظامیہ کے ماتحت ہیں - حالانکہ یہ کبھی بھی کسی کی منشاء اور خیال نہیں ہونا چاہیئے کہ اس قسم کا تاثر عوام میں پیدا کرے کہ عدلیہ انتظامیہ کے ماتحت ہے - جناب چیئرمین ! اب اس کے دو ایک پہلو ہیں - اختیارات میں جو دوسرا مسئلہ ہے، دو تین کلازیں ایسی ہیں - وہ ہیں ۱۸۷ اور ۱۹۹ انکے متعلق میں یہ عرض کرونگا بہر حال اس پر detailed بحث تو میں انشاءاللہ دوسری خواندگی کے دوران کرونگا - صرف ایک بات، ایک ہی واقعہ فاضل وزیر قانون کے خدمت میں عرض کیئے دیتا ہوں - جناب چیئرمین ! یہ بات میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل ۱۹۹ لفظاً لفظاً وہی ہے جو کہ عبوری آئین میں تھا - لفظاً لفظاً وہی ہے جو ۱۹۶۲ء کے اس آئین میں تھا جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ کسی جمہوری ادارے نے یا کسی جمہوریت پسند شخص نے نہیں دیا بلکہ ایک آمر نے دیا تھا اس آمر کے بھی یہی الفاظ تھے - جناب والا ! میں اسی زمانے کی بات کرتا ہوں جب فرنیٹر کرائمز ریگولیشن کے خلاف ایک رٹ petition ہوئی اور ہمارے موجودہ محترم اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار سائل کی طرف سے بطور وکیل پیش ہوئے - یہ بڑا مشہور کیس ہے جو کہ ایسٹیٹ ورسس ۲۰۰ تھا - اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ فرنیٹر کرائمز ریگولیشن چونکہ آئین سے متصادم ہے - اس لئے یہ ناقابل عمل اور ناقابل نفاذ قانون ہے -

اس کے لئے بھی بات کرتا ہوں - میری بات قدرے مختلف ہے وہ لوگ جو سابقہ صدر کے قریب رہے ہیں وہ جانتے ہیں کہ ایوب خان تند مزاج تھے، جلدی غصے میں آجاتے تھے اور اس کے ساتھ ہی Presidential form of Government میں صدر مملکت ہی سب کچھ ہوتا ہے اور بقول چوھدری محمد علی، اللہ انہیں خوش رکھے، انہوں نے ایسا آئین بنایا جیسے لائیلپور کا گھنٹہ گھر ہو - یعنی اسکی تمام سڑکیں اس پر ختم ہوتی ہیں - تو اس قدر مقتدر شخصیت کو ضرور رنج پہنچا ہوگا - ہائی کورٹ کے جج صاحبان نے کہا تھا کہ فرنٹیر کرائمز ریگولیشن بعض حلقوں میں نافذ تھا اور بعض حلقوں میں اسکو ناقابل نفاذ قرار دے دیا گیا تھا وہ بھی writ jurisdiction کو واپس لے سکتے تھے - ۱۸۹ کے تحت جو

[Khawaja Mohammad Safdar]

اختیارات ھائی کورٹ کو حاصل تھے وہ واپس لے لیتے یا جسطرح موجودہ حکومت کے ارباب اقتدار کم کر رھے ھیں اور اس ایوان سے کم کرا رھے ھیں وہ بھی کم کرا لیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا - یہ جمہوریت کے اصولوں کے خلاف ھے نہ انہوں نے عدالتوں کو کچھ کہا نہ اختیارات کو کم کیا - نہ تقرریاں نہ تبدیلوں کا بندوبست کیا بلکہ اسکی بجائے ویسٹ پاکستان کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ نافذ کر دیا اور بھی باتیں تھیں جس کی بناء پر فرنٹیر کرائم ریگولیشن ultravires قرار دیا گیا تھا -

جناب چیئرمین ! یہ طریقہ کار اختیار کرنا چاھیئے تھا، بجائے اسکے کہ ھم عدالتوں کے اختیارات کو کند چھری سے ذبح کریں - یہ پارلیمنٹ کو اختیار ھے کہ اگر ان کے خیال میں کسی قانون کی interpretation نہیں ھوئی ھے جو پارلیمنٹ کے ذہن میں ھے وہ قانون سازی کے وقت تبدیل کر سکتے ھیں - بجائے ایسا کرنے سے مجھے افسوس ھے - جناب چیئرمین ! جیساکہ میں نے عرض کیا کہ tradition بنتے بنتے بنتی ھیں لیکن ان کو آسانی سے بگاڑا جا سکتا - ھمارے ملک کی تیس سال کی traditions ھیں، یہ traditions ان اداروں سے وابستہ ھیں وقار، اعتماد ان اداروں سے وابستہ ھے ھم ان کے اختیارات کو کم کر رھے ھیں - ان کے مناصب میں کمی کرکے اور ان مناصب کے اختیارات کو اپنے ہاتھ میں لے کر ان اداروں کے وقار اور ان اداروں کی عزت میں کمی کر رھے ھیں - جناب چیئرمین ! اگرچہ اس بات کی ضرورت نہیں کہ میں بہت سے حوالے دوں کہ judiciary کا آزاد ھونا کس قدر ضروری ھے ؟ لیکن پھر بھی میں دو حوالے دیئے دیتا ھوں - جناب چیئرمین ! دستور سازی کے وقت آئین کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتا ھوں - اس کے صفحہ ۷ پر ارشاد فرمایا تھا :

"The independence of the Judiciary has not only been to ensure but also strengthen. In addition, provision has been made to separate the Judiciary at the subordinate level from the Executive to complete the process within a period of three years."

بڑے فخر کے ساتھ یہ کہا گیا کہ نہ صرف انتظامیہ کی آزادی کو محفوظ کیا جائیگا بلکہ اسے بہت مضبوط بنایا جائیگا مجھے افسوس ھے کہ آج وہی دوست جہنوں نے رپورٹ پیش کی تھی وہ اس بات میں پیش پیش ھیں - کہ کس طرح عدلیہ کی آزادی کو کچلا جا سکتا ھے - جناب چیئرمین ! لاء ریفارم کمیشن سیپریشن فرام جوڈیشیری ۱۹۵۸-۵۹ء کے متعلق ایک طویل بحث سے ایک دو سطریں پڑھے دیتا ھوں :

"There should be no identity between the person who applied law in the Executive sphere and those who have to interpret if the protection of elementary human rights is to have full significance."

یہ صفحہ ۲۲ پر ھے کہتے ھیں کہ شہری آزادیوں کو مجروح کرنے کا ذرہ برابر خیال تاثر کبھی پیدا نہیں ھونا چاھئے - جوڈیشیری پر کس قسم کا تسلط انتظامیہ کا ھے ؟ جناب چیئرمین ! دو تین سطریں پڑھے دیتا ھوں -

"An independent judiciary is an indispensable requisite of free society in the rule of law. Such independence implies freedom of interference by the Executive or the Legislature with the exercise of judiciary functions but does not mean the judge is entitled to act in an arbitrary manner."

This is from Essays on Constitutional Law, Page 52.

جناب چیئرمین ! ھماری سپریم کورٹ کو تین قسم کی جورسڈکشن حاصل ھیں ایک تو اورجنل جورسڈکشن وہ اس صورت میں بین الصوبائی تنازعہ دوسری اپیلینٹ جورسڈکشن ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف تیسرے وہ مشورہ دے سکتی ھے اگر ان سے صدر مملکت مشورہ طلب کرے اسوقت جس پر بحث کر رھے ھیں - وہ اپیلینٹ جورسڈکشن کے متعلق ھے - عام طور پر سب جگہ ھیں، عمومی طور پر صرف قانونی نکات کی وضاحت کیلئے اپیل کی جاتی ھے اگر کوئی بڑا قانونی نکتہ اس میں نہ ھو تو اسکی سماعت نہیں ھوتی - قانونی نکات کی وضاحت کرنے کیلئے سپریم کورٹ بنایا گیا ھے یہ اسلئے نہیں بنائی گئی کہ یہ ایگزیکیٹو کا منشاء تھا یا کسی اور کے ذہن کی بات تھی - یہ صرف اور صرف قانونی نکات کی وضاحت کیلئے بنائی گئی ھے - اگر وہ کسی وقت ایگزیکیٹو کی منشاء کے خلاف فیصلہ دے - میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے وہ فیصلہ کسی بددیانتی پر دیا ھے یا دیانتداری سے دیا گیا - جناب چیئرمین ! میں یہ سمجھتا ھوں کہ یہ بات کہ کوئی خاص قسم کا ادارہ قانون یا آئین کی application کی وضاحت کیلئے مقرر کیا جائے، یہ درست نہیں، جائز نہیں جناب چیئرمین ! میں آخر میں صرف یہ بات عرض کرنا چاھتا ھوں آپ نے دیکھ لیا کہ بہت سی باتیں چھوڑ دیں ھیں اور وہ یہ ہے کہ میں سمجھتا ھوں کہ اس ترمیمی بل میں صرف ایک خوش آئند بات ھے، ایک ہی مستحسن بات ھے، جس کیلئے اگر کچھ نہ کہا جائے تو یہ ناانصافی ھوگی جب کہ میں تقاضا کرتا ھوں کہ انصاف کے تقاضے پورے کئے جائیں تو میں چاھتا ھوں کہ خود بھی انصاف کا تقاضا پورا کروں اور وہ مستحسن بات، جناب چیئرمین ! یہ ھے کہ بلوچستان میں نئی ھائی کورٹ بنانے کا فیصلہ کیا گیا ھے میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان میں بسنے والے ھمارے بھائیوں کو قطعاً یہ خیال نہیں ھونا چاھیئے کہ وہ کسی طور پر بھی دوسرے تینوں صوبوں سے کم درجہ رکھتے ھیں - ان کی اپنی ھائی کورٹ ھوتی چاھیے اور یہ ایک مستحسن فیصلہ ھے جسے اس بل کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جا رہا ھے اور وہاں عنقریب ایک نئی ہائی کورٹ قائم ھو جائے گی - شکریہ -

جناب چیئرمین : شکریہ -

Mr. Chairman : Yes, Miss Asifa Farooqi. She stood first.

Malik Mohammad Akhtar : Sir, we have received a mutual agreement between the members of the Treasury Benches that the Lady would speak for five minutes, and thereafter, one or two speakers for ten minutes, two or three speakers for ten minutes and Mr. Rafi Raza would speak for five minutes and then Qazi Faizul Haq.

Mr. Chairman : Qazi Faizul Haq ?

Malik Mohammad Akhtar : Thereafter Mr. Kamal Azfar for ten minutes.

Mr. Chairman : Who will speak, Qazi Sahib or Kamal Azfar ?

Malik Mohammad Akhtar : Kamal Azfar for ten minutes and then Sir, Mr. Masud and Mr. Khoso and that is all.

Mr. Chairman : What about Qazi ?

Malik Mohammad Akhtar : Qazi will also speak.

Mr. Chairman : So, you have given me the names of five members, Miss Asifa Farooqi, Kamal Azfar, Qazi Sahib, Khoso and Masud Ahmed. Ihsan is there on his legs. Qamaruz Zaman is up. Haji Sahib is very anxious. Zehri is there.

Malik Mohammad Akhtar : I think, Sir, I have given the list.

Now, they can adjust them.

Mr. Chairman : Zehri, have you recovered from fever ?

Mir Nabi Baksh Zehri : Yes, Sir.

Mr. Chairman : I was very much alarmed this morning when I heard that you had a heart-attack. Thanks God. Now, let us start from Asifa Farooqi, you start.

مس آصفہ فاروقی : جناب چیئرمین ! عوام کے منتخبہ نمائیندے عوام اور ملک کیلئے قانون بناتے ھیں اور آئین میں ترامیم لانا بالکل صحیح قدم ھے - ملکی حالات اور تقاضوں کے مطابق آئین میں تبدیلیاں لانی پڑتی ھیں اور یہ ترامیم لانی ضروری ھیں - جناب والا ! اب ھماری حکومت کے دور میں بلوچستان کے صوبے کو دوسرے صوبوں کے برابر حقوق دیئے گئے ھیں ایک آزاد اور الگ ھائی کورٹ کا مطالبہ نہ صرف بلوچستان کے عوام کا دیرینہ مطالبہ تھا بلکہ یہ پورے پاکستانیوں کی نظر میں کھٹکتا تھا کہ ان لوگوں کے لئے ایک الگ ھائی کورٹ ھونی چاھیئے اسی ترامیم کے ذریعے بلوچستان میں الگ ھائی کورٹ قائم کی جائے گی اور ایک صوبے کے رھنے والے کو دوسرے صوبے میں گورنر مقرر کیا جائے گا ھماری حکومت کا یہ ایک تاریخی اور انقلابی قدم ھے کیونکہ اگر ایک صوبے کا رھنے والا دوسرے صوبے میں جاکر کام کر سکتا ھے وھاں رھائش رکھ سکتا ھے وھاں پر جائیداد خرید سکتا ھے تو کیا وجہ ھے کہ وھاں پر جج یا گورنر نہیں ھو سکتا - اسی طرح کاٹن کنٹرول اینڈ ڈویلپمنٹ بل اور جو دوسرے قوانین پاس کیے گئے ھیں یہ انتہائی ضروری تھے آئین کے پہلے شیڈول کے قوانین میں اضافہ کیا گیا ھے یہ بھی حالات کا تقاضا تھا - جناب والا ! ھمارے ملک کا آئین ایک پھلتے پھولتے اور سایہ دار درخت کی مانند ھے جس کی چھاؤں میں ھم امن و سکون سے زندگی بسر کر سکیں گے اس ایوان کو اور ھم کو جو بھی کام کرنا پڑے گا، ھم کریں گے اور آخر میں یہ بات پورے وثوق اور یقین سے بتاتی ھوں کہ جب تک اس ملک کی قیادت قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کے ھاتھ میں ھے کوئی شخص جمہوریت اور پاکستان کے قومی مفاد کو نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ وہ بارھا اپنی تقریروں میں فرما چکے ھیں ....

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب طاھر محمد خان کرسی صدارت پر متمکن ھوئے)

مس آصفہ فاروقی : .... کہ جب تک میری جان باقی ھے، اسلام اور جمہوریت مجھے اپنی زندگی سے بھی زیادہ عزیز ھے - شکریہ -

جناب ڈپٹی چیئرمین : آپ کے تین منٹ باقی بچتے ھیں آپ نے دو منٹ تقریر کی ھے اس لئے کمال اظفر صاحب کو تیرہ منٹ دیئے جاتے ھیں -

Yes, Mr. Kamal Azfar.

Mr. Kamal Azfar : Sir, I think it is our duty first of all to point out very clearly that so far as the members of this Senate are concerned, we all have the highest respect for the Judiciary and the allegations and the charges that have been made that some kind of derogation of the independence of Judiciary has been intended by these Amendments, I think we should make it perfectly clear that this is certainly not the purpose or intention of the Amendments. The Senator, who has just spoken, has referred to the speech of the Minister for Law and said that all the references to the Constitution he has made, are constitutions of Socialist countries. But Sir, in this connection as regards the rotation of judges, I would like to refer to the constitution of highest Court of all, the constitution of the International Court of Justice. Under the Constitution of the International Court of Justice, Article 13. The members of the Court are elected for nine years but under Article 21 of the Constitution, the statute of the International Court of Justice from where I read, states that the Court shall elect its President and Vice President for three years and then they can be rotated, may be elected or not elected. So if the principle of the rotation of the Head of the Court, is understood in this particular way, then I think this is a gross misinterpretation of the purpose and the backgrounds to these Amendments.

Now Sir, on a higher level certain attempts have been made to try and explain the concepts of the sovereignty and the theory of separation of powers. Sir, in this connection I would like to submit that in the speech made by Senator Zahurul Haq yesterday, he referred to the Preamble and he stated that under the Preamble of the Constitution, the sovereignty over the universe belongs to Almighty Allah. This is undisputed but at the same time he stopped reading what is the next and important phrase in the preamble. That is, that the authority to be exercised by the people of Pakistan within the limits prescribed by Him is a sacred trust.

Thus Sir, if your look at the philosophy behind the constitution of our country, one would call it the divine trusteeship of the people as in the old days then used to be a theory of divine right of King. But in that place the concept behind this constitution is that the people are the trustees and they are the trustees of the sovereignty which belongs over the universe to Allah. Now Sir, this is one concept of sovereignty in the Constitution. Then the concept of sovereignty also deals with state sovereignty. States are sovereign and here I do not need to go behind the history of all concepts of sovereignty concepts. The concept 'Sovereignty' emerged after the collapse of the Papal System in Europe and with Bodino "Republic" and Hobbes "Leviathan". This is a modern concept of the State that the State is sovereign and Pakistan like any other state enjoys state sovereignty. It is not subordinate to any other state. It is on an equal level. This is the principle of sovereignty, as regards the International Law. Now Sir, then there is the question of sovereignty within a state and here I think that the best distinction has been made by Dicey when he talks of the essence of sovereignty in the sense that in the parliamentary system. This essence is the sovereignty of King in Parliament and he is talking there of the British system. Dicey has resolved this difficulty in this way that the King in Parliament is the legal sovereign and the electorate are the political sovereign and I think such a distinction is applicable also to our system. Of course, we do not have the concept of King in the Parliament but in the sense that when we talk of the parliamentary system, then the essence of the parliamentary system is the supremacy of parliament.

Here I would like to say that even Mr. Brohi who wrote the Book about the Fundamental Law, though recently he has made a speech against these

[Mr. Kamal Azfar]

amendments but at page 70 in his book on 'Fundamental Law of Pakistan' he says very clearly that the concept of the separation of powers, to which Senator Sardar has referred is no part of the doctrine of Pakistan's Constitution. Separation of powers in the Montesque sense would mean a separation of powers between the executive, the legislature and the judiciary. In the separation of powers essentially you have to have a presidential system where the executive derives its source of power separately from the legislature. But in our own Constitution the source of power is the parliament. The parliament is not only the source of legislative power but it is also the source of the executive power because the Prime Minister and the Ministers are chosen from the parliament and they are members of parliament. This is unlike those countries where the members of the executive—as in the American system to which Senator Safdar has referred—the president or the members of the Cabinet are not members of the Legislature. So in that sense the theory of the separation of powers is no part of our Constitution.

Here I would refer to what Mr. Brohi himself has written in his Book on 'Fundamental Law of Pakistan' where he says that Pakistan being a parliamentary democracy the executive is drawn from and is responsible to the legislature and the personnel of judiciary is appointed by the executive. And he goes on to say that in our Constitution therefore, there is no such thing as separation of power in the sense conceived by Montesque.

Sir, on the other hand we have this claim that there should be parliamentary system and we uphold the parliamentary system and our Constitution is based on the parliamentary system but even otherwise even in those countries where this doctrine of separation of power has been used it has lost ground over the years. In a book written by Macive called the 'Modern State' he say that the absolute separation of powers prescribed by Montesque is obviously impossible. Then he goes on to say that even in the written Constitutions the legislative function is the supreme function. It has supremacy over the other functions.

Now, Sir, I would say that in the history of Pakistan when we talk of sovereignty and supremacy there has never been a question of a tussle between the judges, between the Bench and the parliament. We agree here that the only question that has been before the people of Pakistan in our long history has been the tussle between the parliament and certain un-constitutional forces, certain usurpers who have tried to Subvert the constitution and in that process, Sir I would venture to submit that a strong Parliament in the best guarantee of the independence of judiciary because if parliament itself is weakened then conditions for the existence of the rule of law cannot be provided for, then the conditions for rule of law do not exist either. We have seen in the past how a half mad Governor General in 1953 dismissed the Prime Minister and latter in 1954 he dissolved the parliament. At that time you remember, Sir, that Khwaja Nazimuddin had said that he was *de jure* Prime Minister and not the *de facto* Prime Minister. In 1953 this happened and after that in 1954 when parliament was dissolved reference was made to Tamizuddin Khan's case but at that time about this dissolution of Parliament the courts had no choice but to face an impasse that had been created and in his own judgement Justice Munir has said that a chasm has been created ; a bridge had to be built and the dissolution of parliament was not declared illegal or un-constitutional. Therefore the struggle as far as sovereignty is concerned is not a struggle between the judiciary and the executive. We have the highest respect for the judiciary, we have the highest esteem for the judiciary. We respect them in every way

and we would like to have an independent judiciary. I think, Sir, that in fact it is a slur on the judiciary to think that the decisions of our high-minded judges will be affected by the mere fact of rotation or transfer. I do not think that our judges would cease to be less independent. They are people of the highest caliore and they will certainly not be affected in their judgements merely by the prospect of transfer to Quetta. In the past also we had these transfers and I do not think this will affect the independence of our judiciary. The real struggle for power has not been between the judiciary and the legislative sphere and even here if you look at the experience of the United States when it comes to the exercise of the paramount functions during the Roosevelt era the Supreme Court of United States had also developed a doctrine of judicial erstraint and they had not interfered in the economic policies that were introduced because of the great depression. The question had arisen whether the Federal Government had the power to bring in these policies for the recovery of the national economy and at that time the Supreme Court had developed the doctrine of judicial restraint and they had said that they would not try to encroach upon the necessary governmental functions.

Similarly we have seen that this particular phenomena of the increase of the legislative power has been going on throughout the history of Pakistan. After long years we have a parliament. After long years we have the supremacy of the parliament. I would submit, Sir, that the supremacy of the Parliament is the best guarantee, is the most solid foundation for the independence of the judiciary because only with the sovereignty of parliament and supremacy of parliament can we have the rule of law. Otherwise what is the alternative? After all we are not going to have the sovereignty of the judges, we cannot have if we so desire, the rule of the judges. Then you have the other alternative. I do not think the judges could help that particular situation. Political battles or political differences cannot be resolved in the courts of law because as happened in Tamizuddin Khan's case and in Dossa case also to which reference has been made by Senator Safdar, the decision of Justice Munir at that time was that a coup d'etat was a law creating fact and, of course, he said that if the coup d'etat fails then the people are punished but otherwise it becomes a law creating fact and those very judges who had taken oath under the 1956 Constitution had choice but to continue to serve even though the Constitution had been abrogated, in order to preserve the continuity. Later on that decision has been reversed subsequently by the Supreme Court of Pakistan but the real battle, the real question is whether the supremacy of the people will prevail or not. Whether the people can rule through their elected representatives or whether we will have this kind of usurpation of power. This has been the real battle in the history of Pakistan. In this sense, Sir, I would again finally say that there is nothing to fear. The intentions behind these amendments are *bona fide* and there is nothing to fear as far as the security of the country is concerned, as far as the sovereignty of the people is concerned, as far as the independence of the judiciary is concerned. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Senator Qamaruz Zaman Shah. The request is that you will speak for five minutes.

Mr. Qamaruz Zaman Shah: Mr. Chairman, Sir, I think an unnecessary controversy has been started as to who is supreme and who is not. One fact is well known and I think it has been accepted by all concerned and all members of this House that the cart of this State—State of Pakistan has three wheels namely the executive, the legislature and the judiciary. All three wheels are equally important. No one is more important than the other and that all the three wheels have to function properly in order to see that the State runs properly and in order to see that the people of Pakistan enjoy their full liberty and that they can exercise their sovereignty. There is also no question of any overlapping. I have lot of regard and respect for Senator Khawaja

[Mr. Qamaruz Zaman Shah]

Mohammad Safdar but I was surprised to hear his argument when he said that something is being done that the judiciary has to interpret the laws. Sir, I have practised before the Court, and I know that at the time of interpreting law, judiciary always looks into the intention of the legislature, the purpose for which a particular enactment was brought in, and the judiciary definitely respects the intention of the Legislature in framing that particular enactment. Therefore, the interpretation is again restricted to a certain thing. I assure you, Sir, that we have one of the best judiciary in the world in Pakistan, and they are fully conscious of their duties and responsibilities. They have been discharging their duties and responsibilities properly and do see the intention of the Legislature.

Sir, as Senator Kamal Azfar said very rightly that this controversy has been unnecessarily brought out that the powers of judiciary are being curtailed. Sir, executive has its own responsibilities and so has the legislature. The executive has to see the changing situations in the country and has to meet those situations by executive orders and the judiciary does respect changing situations, changing circumstances and the extraordinary situations that are sometimes faced by the executive and the way the executive faces them or tries to solve them.

Now, judiciary as one of the three wheels of this cart has to facilitate and his to help in seeing that the executive discharges its duties in running the state, in maintaining the law and order and in doing things for the welfare of the people of Pakistan. Therefore, this controversy is unnecessary. The amendments that have been brought in here, are merely to facilitate the three organs to discharge their duties properly and certainly as Senator Kamal Azfar has said by transfer from one place to the other a judge would not affect his thinking or it would not be a harrassment or a thing like that. Therefore, I think we have introduced this new element. The speakers who talk of these things have introduced this new element of suspicion in the minds of the people that the judiciary is being weakened. It is certainly not being weakened and we would be doing disservice by making such a statement and by saying that judiciary is being weakened. It is not being weakened because we are pround of our judiciary. It has always stood to the call of the nation and whenever the nation has been in difficulty and the matters have gone to the judiciary they have always responded to it.

Sir, coming to the point of appointment of Governors I think it is always better that the Governor does not belong to that particular Province because he is the representative of the Central Government in the Province and has to look after the interests of the Central Government and has to act according to the instructions of the President. In case he is from the same Province he is interested in the local politics of that Province and he goes deep in the politics with the result that his interest is more provincial and is in the interest of the Provincial Government rather than in the interest of the Central Government. So, he does not behave as a representative of the Central Government but as a part of Provincial Government machinery and therefore, I think this a proper amendment which has been brought in. Now, when he was saying that the people would feel that the judiciary is being weakened, I would say that if that was the intention, why we would establish a new High Court in Baluchistan. The High Court was being established in order to give full protection to the people of Baluchistan and in order to bring justice nearer to them. Therefore, I think that these amendments are absolutely in the fitness of things that they ought to be supported by every Member. I am sure that our friends sitting on the other side also feel that these are the right amendments but since they have to oppose it, they do oppose it.

Mr. Deputy Chairman: Now, I concede the floor to Mr. Khoso. The time for you is ten minutes.

Mr. Afzal Khan Khoso: Mr. Chairman, Sir, to start with I will just respectfully submit that neither the character nor the Preamble nor the fundamental structure of the Constitution is being amended by this Amending Bill. Yesterday, there were certain allegations by Senator Zahurul Haq with regard to these fundamental characteristics of the Constitution. We have in this country a Constitution and in all the countries of the world wherever there are written Constitutions they are subject to amendments whenever the challenges of the times so require. So, I don't think that this is something unusual, that amendments are being brought in this Constitution. As I suggested earlier there is no amendment over here, in all these amendments, which is of a fundamental nature, which changes the character or the Preamble or the very concept of the Constitution. Sir, another effort has been made by the Opposition and that is to bring in a sort of impression that there is a polarisation between Parliament on the one hand and judiciary on the other. Sir, this is highly misleading. There is no question of polarisation. We all derive our authority all the three organs derive their authority from the Constitution and Constitution is framed by the Parliament in which everything is clearly defined as to what are the powers of the executive, what are the powers of legislature and what are the powers and functions of the High Court and of the Supreme Court. Everything is clearly demarcated over there. What we intend to do by these amendments is that we are more specifically defining what has already been mentioned in the Constitution so that nobody transgresses into the orbit from one organ to another organ of the State.

With regard to the separation of judiciary I may submit that we had economic constraints almost every year. We had the floods and there was so much money needed. But our friends say that by just putting Magistracies under the High Courts will be the complete separation of judiciary. That is not the fact, Sir. It cannot be done in that way. It has to be actually separated. The functions of the Magistrates have to be actually separated so that they should have only the magisterial powers and not the executive authority. The correct interpretation of separation of judiciary at the lower level is not just putting them under the control of the High Courts.

Sir, another thing is the tenure of judges. Sir, I feel there is no harm absolutely if we allow our very eminent jurists, who may be aspiring one day to become Chief Justices in the High Courts. In the Supreme Courts if we give them a chance then they must be of course aspiring one day to become Chief Justice. So, if we allow them by fixing tenures to come to that stage I think there is no harm in that. Sir, this is the right of every eminent judge, every hard-working and efficient judge to get to that position. Sir, by not fixing tenures we are just allowing those very eminent and efficient judges to remain stagnant.

Then, Sir, so far as the question of a separate High Court for Baluchistan is concerned, we are fully supporting it because I think it is right time now that we have a separate High Court for Baluchistan. At the time when we did not have separate High Court for Baluchistan the situation was quite different from political point of view and from administrative point of view. It was a very difficult and a very different situation. But now the things have changed completely and drastically. There is a need for Baluchistan to have its independent High Court.

Now, Sir, with regard to the question of sovereignty of Parliament I would say a few words.

[Mr. Afzal Khan Khoso]

I will come to the main objection of the Opposition that independence of the judiciary has been curtailed. My humble submission is that we have not in any way touched the independence of the High Courts or the Supreme Court. Their view point is of-course this. But this is my view point that we have not in any way touched or limited their functions or powers. The only thing that this Amending Bill is doing is, Sir, that in very delicate matters, matters of national sovereignty, matters of national security where the Executive is more competent in the sense that it has got various agencies of information and knowledge at its command, and where they come to know that a particular person in a particular manner is about to commit certain subversive acts then the Preventive Laws should come into operation. They are different from the substantive offences like theft, robbery murder, etc., in which there are bail remedies under 497 Cr. P.C. and 498 right up to the Supreme Court. But in these particular cases where the Executive is satisfied that they have reasons to believe that there may be subversive acts committed by a person or group of person, then only these Preventive Laws and actions under them are taken.

Now Sir, it is just to prevent that person from committing any subversive act and that action is being taken against them. There are very few instances like that. Under this Amending Bill certain restrictions have been placed on the interim orders. There are no restrictions whatsoever in respect of the four| five types of writs. A person can go into extraordinary jurisdiction of the High Court, which is there. It has not been touched. The writs of prohibition, the writs of mandamus, etc., all the writs are still there. Anybody who wants to go to the High Court he can go but the only check is with regard to the interim orders. So if you free the person without hearing the State, without going into the details as to what this person was about to do, why it became necessary to put a check on him, he will start to commit the same acts when he is out. We all know that when this Government came into power in the entire Province of Baluchistan there were only 140 square miles which were under the administrative or legal control of the Government. At that time if our Prime Minister, if the Government had not taken certain timely and bold actions, preventive actions, then Sir, even that 140 miles would have shrinked to somewhere in non-existence. So by taking timely and effective measures with regard to the preventive detention, now it is not 140 sq. miles but it is one lac forty thousand sq. miles which are under complete legal authority and administrative control of the Government. So how this came about? It was only when appropriate actions were taken against those people under preventive detention laws and if we allow the interim orders to be passed then we cannot put checks on the subversive elements. As I have submitted earlier there is no check, there is no bar on the High Courts to entertain all the four or five types of writs. It is only with regard to preventive detention cases in which vital national interests are involved. There are some restrictions with regard to the Interim order and not with regard to entertainment or final adjudication of the cases. With these few words, I fully support the Bill.

Mr. Deputy Chairman: Thank You. I call upon Senator Masud Ahmad Khan. Time fixed for you is ten minutes.

جناب مسعود احمد خان : جناب چیئرمین ! آئین میں پانچویں ترمیم وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ کسی بھی ملک کا آئین حرف آخر نہیں ہوتا اور ہمیشہ بدلتے ہوئے حالات اور ملکی ضروریات کو سامنے رکھکر اس میں ترامیم لائی جا سکتی ہیں -

جناب والا ! میرے معزز دوستوں نے بڑی وضاحت سے مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات پر روشنی ڈالی ہے میں اپنے آپ کو صرف ان ترامیم تک محدود رکھونگا جو عدلیہ سے متعلق ہیں اور اس سے قبل میں ان آرٹیکل کا حوالہ دوں گا جس کے تحت یہ ترامیم لائی جا رہی ہیں - میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں کی نکتہ چینی کا جواب بھی دینا چاہتا ہوں، خصوصاً ان اعتراضات کا جو بیرسٹر ظہورالحق صاحب نے کل اٹھائے تھے - ان کا یہ کہنا کہ حکومت کو ان فیصلوں کا مشکور ہونا چاہیئے جو عدلیہ نے انکے حق میں کئے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ انہوں نے بڑی سختی سے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ آپ جج صاحبان پر نکتہ چینی کرتے وقت یہ سمجھیئے کہ آپ آئین کی خلاف ورزی تو نہیں کر رہے ہیں، تو میں سنیٹر ظہورالحق صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا انہوں نے یہ بات کرتے ہوئے کسی قسم کا کوئی aspersion تو اس انسٹی ٹیوشن اور ان جج صاحبان پر عائد نہیں کیا کہ عدالت عالیہ نے یا عدالت عظمی نے حکومت کے حق میں فیصلے صادر کیے ہیں - یہ وہ باتیں ہیں اور وہ مقام ہے جو ہمارے اپوزیشن کے چند دوست ان عدالتوں کو دیتے ہیں -

جناب والا ! ہم نے ان ترامیم میں کیا کیا ہے ؟ ہم نے ان ترامیم کے ذریعہ ایک ستسا انصاف اوز صحیح انصاف لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے - جناب والا ! آپ کو اس بات کا علم ہے کہ جب مغربی پاکستان کی ایک ہی عدالت ہوتی تھی اور اس کی پرنسپل سیٹ لاہور میں ہوتی تھی اور دو مستقل بینچ، ایک پشاور میں اور ایک کراچی میں ہوا کرتا تھا اور اس کے علاوہ دو سرکٹ بینچ ہوا کرتے تھے، جس میں سے ایک سرکٹ بینچ اب بھی کام کر رہا ہے، ان میں ایک سرکٹ بینچ بہاولپور میں اور ایک کوئٹہ میں ہوتا تھا اب میں اپنے دوست جو وکلا ہیں اور جو لاہور، کراچی، پشاور یا بہاولپور میں پیش ہوتے رہے ہیں، انکو اس بات کا پوری طرح علم ہے کہ ان ججوں کا تبادلہ اس صورت میں ہوا کرتا تھا کہ لاہور کے جج بہاولپور میں اور کراچی کے جج بہاولپور اور لاہور کے جج کوئٹہ میں جاکر بیٹھتے تھے اور پانچ پانچ اور چھ چھ مہینے بیٹھکر مقدموں کا فیصلہ کرتے تھے اور اسی طرح لاہور کے جج پشاور میں بھی جاتے تھے، تو کیا یہ تبادلے کی صورت نہیں تھی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جیسا کہ سینیٹر کمال اظفر صاحب نے کہا ہے کہ اس وقت ہماری عدلیہ کا جو مقام ہے وہ دنیا کے کسی ترقی یافتہ ملک سے کم نہیں ہے اور جو انکا اسٹیٹس ہے اور جو انکا اسٹینڈرڈ ہے، تو جناب ! ہم کیوں یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ایک جج جب دوسری عدالت میں تبدیل ہو جاتا ہے تو وہ انصاف کے ترازو کو سختی سے پکڑ کر نہیں رکھے گا - کیا یہ بھی ایک جج پر aspersion نہیں ہے اس طرح سوچنا ؟ تو میں یہ کہتا ہوں کہ جو ترامیم ہم لا رہے ہیں ، تو میں کوئی بات یہاں سے کر نہیں سکتا ہوں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسے بھی حالات پیدا ہوسکتے ہیں کہ عدلیہ کو زیادہ آزادی دینے کے مترادف یہ قدم اٹھایا گیا ہو اور آخر جج بھی اس معاشرے کا ایک حصہ ہے، میں یہ تو نہیں کہتا مگر
Justice should not only have been done but it should seem to have been done.
والی بات ہے اگر دو جج، ایک پشاور کا اور ایک جج لاہور کا کوئٹہ میں کسی سیاسی مقدمے کو سننے کیلئے بھیجے جاتے ہیں تو یہ rigid باتیں ہم آئین میں رکھ دیں کہ وہی جج سماعت کرے تو میں نہیں سمجھتا کہ میں نے جو بات کی اور جو میں نے آپکی خدمت میں عرض کیا ہے تو یہ سب باتیں جب ہم مغربی پاکستان میں تھے تو ہم نے یہ باتیں برداشت کیں اور لوگوں نے کہا کہ ایک جج دوسری عدالت میں جاتے بھی تھے اور سنتے بھی تھے -

(اس مرحلے پر جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب مسعود احمد خان : جناب والا ! خواجہ صاحب نے یہاں جج صاحبان کی تقرری کے متعلق بات کی ہے اور پرانے آئین کے حوالے دیئے ہیں مگر یہ نہیں کہا کہ یہ عوامی حکومت کے دور میں ہوا ہے کہ جج صاحبان کی ملازمت جو ہے وہ دو سال بڑھائی گئی ہے کیونکہ پچھلے آئین میں ۱۹۶۲ء اور ۱۹۵۶ء کے آئین میں ہائیکورٹ کے جج کی رٹیائرنگ age ساٹھ سال ہوتی تھی اور عوامی حکومت نے انکی عمر ساٹھ سے باسٹھ سال تک بڑھائی ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم عدلیہ کا احترام نہیں کرتے - مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب پہلی جیوریٹ کانفرنس ہوئی اور خواجہ صاحب اور سینیٹر ظہورالحق صاحب نے کل ججوں کی تنخواہ کے سلسلے میں بات کی - تو میں اس پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بیسوی صدی پہلے کی تنخواہ تھی، جو عوامی حکومت کے دور میں انکو benefits اور emoluments دوسری صورتوں میں مراعات دی گئیں -

جناب والا ! اب میں اس sensitive آرٹیکل ۱۹۹ کی طرف آتا ہوں جناب والا ! یہ ضمنی ترمیم ہے - یہ اس ضمن میں ایک نتیجتاً ترمیم ہے جو ہم نے چوتھی ترمیم کے ذریعے ایک consequential amendment سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد کی تھی - یہ اسکی ایک ضمنی ترمیم ہے - جناب والا ! میں صرف آرٹیکل ۱۹۹، چوتھی ترمیم جو ہم نے کی وہ پڑھ کر سناتا ہوں جس میں یہ درج کیا گیا -

A High Court shall not make an order under clause (1)

تو جناب والا ! یہیں کے الفاظ اسی ترمیم میں incorporate کیئے گئے ہیں - اس میں کوئی مزید بات نہیں لکھی گئی - یہ تو ایک clarification ہے - یہ اسی کی ایک consequenties amnedment ہے - اب ایک شخص امتناعی قوانین کے تحت زیر حراست لایا جاتا ہے تو یقینی طور پر ہم نے یہ کیا کہ substantive قانون کے تحت جو جرم کرتا ہے اس کے لئے دوسری عدالتیں موجود ہیں مگر ایک شخص جو ایک فرد کا جرم کرتا ہے - ایک سوسائٹی کا جرم کرتا ہے اس کیلئے دوسری عدالتیں ہیں - جو ایک ملک کے خلاف سازش کرتا ہے اس کیلئے Preventive Detention Laws ہیں - جب ایک شخص ضمانت پر رہا کیا جائے تو اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے - ہائی کورٹ کو کوئی نہیں روک سکتا کہ وہ فائنل آرڈر پاس کرنے کیلئے اس کیس کی تاریخ دوسرے دن کیلئے مقرر کر دے - اسٹیٹ کو نوٹس دے اور full facts سننے کے بعد ملزم کو بری کرے یا سزا دے - جناب چیئرمین ! ان خیالات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں - شکریہ -

جناب چیئرمین : شکریہ - جی قاضی فیض الحق -

قاضی فیض الحق : جناب چیئرمین ! میرے فاضل دوستوں نے کافی تفصیل سے ان ترامیم پر روشنی ڈالی ہے - جس عالمانہ اور مدبرانہ انداز میں محترم وزیر قانون نے ان ترامیم پر کل روشنی ڈالی، تو اس سے میرے خیال میں اپوزیشن حضرات کے وہ خدشات ختم ہو جانے چاہیں جن کے تحت وہ ہر اس ترمیم جو عوام کے مفاد میں لائی جاتی ہو اور ملک کے مفاد میں کی جاتی ہو، اس کے خلاف واویلا مچاتے ہیں - جیسا کہ ڈیفنس آف پاکستان آرڈیننس کی ترمیم پر میں نے عرض کیا تھا، ریکارڈ پر میری تقریر موجود ہے، میں نے

ان کی توجہ خاص طور پر اسطرف دلائی تھی اور میں نے ایک مثال دی تھی جس پر جناب منسٹر شہزاد گل صاحب نے کچھ feel کیا - اس سے میری مراد ان سے نہیں تھی - میری مراد ایک basic چیز پر تھی - میں نے جرمن کی مثال دی تھی کہ نازی پارٹی میں شامل ہونے کے بعد جو لوگ رہ گئے تو پھر ہٹلر نے کہا New we will have to make them Germans تو میرا مقصد یہ تھا کہ کیا ان کو نظر نہیں آرہا تھا جو کہ بمبوں کے دھماکے بلوچستان میں ہو رہے تھے ، جو بمبوں کے دھماکے صوبہ سرحد میں ہو رہے تھے ؟ تو میرا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آئین اور اس چیز پر متفق ہو جائیں تاکہ ہم چور کو چور کہہ سکیں - غدار کو غدار کہہ سکیں تو پھر کوئی جھگڑا نہیں رہے گا - اگر بیرسٹر ظہورالحق صاحب کہتے ہیں کہ پریمبل میں یہ ہے کہ اسلام کی supremacy اور sovereignty صرف اللہ کی ہے، وہ تو حقیقت ہے، لیکن یہ بھی اللہ تعالی کی طرف سے حکم ہے کہ ایک اسلامی حکومت کے خلاف غداری کی سزا کیا ہونی چاہیئے - میرا اشارہ کسی کی طرف نہیں - عام طور پر غدار کی سزا موت ہے، یعنی ایک اسلامی حکومت کے خلاف غداری کی سزا موت ہے - تو یہاں آئین میں جو ترامیم کی جا رہی ہیں وہ ملک میں ان حالات کو دیکھتے ہوئے کی جا رہی ہیں، اس میں کسی بے گناہ کو نہیں پھنسایا جا رہا - جسطرح ان کے خدشات چوتھے ترمیمی بل کے متعلق تھے، انہوں نے کہا تھا کہ حکومت اپنے تمام مخالفین کو اس کے ذریعے خاموش کرانا چاہتی ہے اور جیلوں میں بند کرنا چاہتی ہے - تو اس دن وزیر تعلیم صاحب کی تقریر میں یہ واضح کیا گیا کہ چوتھے ترمیمی بل کے بعد تمام ملک میں Preventive detention کے تحت میرے خیال میں کوئی بیس لوگوں کے خلاف اقدام اٹھایا جو پہلے کے تھے وہی ہیں - اس کے بعد اسطرح کسی کو جیل میں نہیں ڈالا گیا یا نظر بند نہیں کیا گیا تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے اور اپوزیشن کے حضرات سے درخواست ہے کہ کم از کم جو پہلے wholly and solely انتظامی اصلاحات جسے کہا جا سکتا ہے، جیسے انتظامی اقدامات کہا جا سکتا ہے اس کیلئے اگر کوئی ترمیم لانی پڑے، اسکی وہ حمایت کریں اور ہمارا ساتھ دیں - جیسے اب بلوچستان کے متعلق ہے کہ بلوچستان کو علیحدہ ہائی کورٹ دی گئی ہے، یہ بلوچستان کی گورنمنٹ کی درخواست پر اقدام کیا گیا ہے - بلوچستان گورنمنٹ کی یہ درخواست اس حقیقت کی غماز ہے کہ اب بلوچستان میں وہ حالات نہیں رہے جنکی وجہ سے پہلے بلوچستان کو مکمل طور پر صوبائی خود مختاری کے تحت ہائی کورٹ نہیں دیا گیا - اب حالات تبدیل ہو چکے ہیں اور وہ قائد عوام کی ان پالیسیوں کے تحت ہوئے ہیں - جیسے میرے دوست جناب افضل کھوسو صاحب نے کہا کہ اس سے قبل بلوچستان میں جو نظام رائج تھا صرف ۱۴۰ سکوائر میل میں حکومت تھی، تو اب اس ترمیم کے ذریعے بلوچستان کو ایک علیحدہ ہائی کورٹ دی جا رہی ہے اور بلوچستان کے عوام کی وہ خواہش پوری کی جا رہی ہے جو وہ کچھ عرصہ سے کر رہے تھے کہ اگر حالات اس قسم کے ہو جائیں تو ہمیں ایک علیحدہ ہائی کورٹ ملے - اسی طرح گورنروں کی بات ہے - یہ بھی ایک صحیح اور قابل تحسین اقدام ہے کہ گورنر ایک صوبے کا جس کا وہ باشندہ ہو اس صوبے میں نہیں رہنا چاہیے پہلے کچھ حالات اس قسم کے تھے، اب حالات اس قسم کے ہیں کہ گورنر اسی صوبے کا نہیں ہونا چاہیے - اسپر کوئی اختلاف کی بات نہیں ہے - کہ اس کو بھی controversy بنائیں اور قسم قسم کی تہمتیں اور خدشات اس میں شروع کر دیں، تو ان سے کیا حاصل ہوگا ؟ جناب والا ! میں ان الفاظ کے ساتھ اس ترمیمی بل کی پرزور حمایت کرتا ہوں - شکریہ -

Mr. Chairman : Thank you. Any other gentleman wishing to speak ?

Malik Mohammad Akhtar: Sir, Mr. Nabi Baksh Zehri will speak.

Mr. Chairman: What about Mr. Qamaruz Zaman Shah?

Malik Mohammad Akhtar: He has spoken.

Mr. Chairman: He has spoken in my absence.

اس بات کا خیال رکھیں کہ آپ کیلئے ڈپٹی چیئرمین صاحب نے پانچ منٹ رکھے ہیں - کوشش کریں کہ پانچ منٹ میں تقریر ختم ہو جائے -

میر نبی بخش زہری : جناب والا ! میں کوشش کرونگا کہ پانچ منٹ میں اپنا اظہار خیال کر لوں - لیکن تقریر کے دوران گھڑی کو دیکھنا میرے لئے مشکل ہے - پورے وقت کا تو جناب ہی خیال رکھ سکتے ہیں -

جناب چیئرمین : میں تو خیال رکھوں گا -

میر نبی بخش زہری : جناب والا ! میں اتنا چاہتا ہوں کہ جب وقت پورا ہو جائے تو مجھے اطلاع دے دیں - شکریہ -

جناب چیئرمین : گھڑی تو آپ کے پاس بھی ہے -

جناب نبی بخش زہری : جناب والا ! تقریر کے دوران بڑا مشکل ہوئیگا کہ گھڑی کو بھی دیکھوں اور جناب کی طرف بھی توجہ کروں - یہ بڑی ذمہداری ہے -

جناب چیئرمین ! آج اس معزز ایوان کے سامنے دستور کا پانچواں ترمیمی بل زیر بحث ہے - مجھے بھی یہ موقعہ حاصل ہوا کہ میں کچھ عرض کروں - جہانتک دستور میں وقتاً فوقتاً ترمیم کا سوال ہے تو اس پر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نہ صرف اس ملک میں یعنی پاکستان میں بلکہ دینا کے اکثر و بیشتر ممالک میں ملک کی سالمیت کیلئے اور عوام کے مفاد میں جس قسم کے حالات در پیش ہوں ان میں تریمم ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہی ہے میں صرف اتنا کہو نگا کہ میں عالم دین نہیں ہوں - کاش میں نورانی ہوتا - مذہب اسلام میں وقتاً فوقتاً اللہ تعالی کے احکام آتے رہے ہیں - بعض اوقات ایسے احکام آتے ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے اس میں ترمیم کر سکتے ہیں - مذہبی ممالک کی بنیاد اسلام ہے - ضرورت کے تحت ترمیم کی ضرورت ہوتی رہی ہے - آج یہاں یہ اعتراض کرنا کہ دستور میں ترمیم کرنا ناجائز ہے میرے خیال میں یہ الزام ناجائز ہے - حزب اختلاف اپنی طرف متوجہ ہوں کہ وہ ناجائز بات کہہ رہے ہیں - اسلئے میرے خیال میں ترمیم لازمی ہے ایک سال ۵ سال ۱۰ ۴۰ سال، ۵۰ سال، خدا کرے پاکستان جب تک دنیا قائم ہے، سلامت رہے - مجھے اجازت دی جائے کہ میں مشترکہ معاہدے کے متعلق کچھ عرض کروں - اس میں عوامی پارٹی جمعیت علمائے پاکستان نے آئین پر دستخط کئے تھے کیا وہ صحیح العقل تھے ؟ آج ہمارے جو نمائندے ہیں وہ مفاد عامہ کیلئے اور ملک کی سلامتی کیلئے جو کچھ کرتے ہیں، ٹھیک کرتے ہیں - کیا ہم ان پر شک کریں ؟ یہ درست نہیں ہے - میں سمجھتا ہوں کہ جو معاہدہ ہوا تھا، وہ مشترکہ معاہدہ عوام کی حیثیت سے کر سکتے ہیں - آج اس ایوان کو عوام کی طاقت حاصل ہے جیسے جیسے حالات اور ضروریات ہوتی ہیں، ہمارے دوستوں کو اس بات کو جاننا چاہیئے -

ہرچہ خود را میپسند دیگراں را نمی لسپند

اب بلوچستان کے صوبہ کو الگ ھائی کورٹ دی گئی ھے - ھم اس پر قائد عوام کے شکر گزار ھیں - میں بحیثیت سینیٹر، صوبے کے عوام کی طرف سے شکر گزار ھوں کہ یہ پاکستان کی بہتری میں اچھا قدم اٹھایا ھے، اور جو ترامیم زیر بحث ھیں، میں ان سے اتفاق کرتا ھوں کیونکہ پہلے حالت اچھی نہیں تھی، تو اسوقت بلوچستان کیلئے الگ ھائی کورٹ نہیں ھونی چاھیئے تھی، آج حالات ٹھیک ھیں، اچھے ھیں اور فاضل دوستوں نے بڑے اچھے دلائل دیئے ھیں - میری رائے یہ ھے کہ یہ بالکل درست ھے کہ اگر گورنر اسطرح مقرر ھو سکتا ھے تو جج بھی الگ مقرر کیئے جا سکتے ھیں - سندھ ھائی کورٹ کے جج بلوچستان میں جاکر فیصلے کر سکتے ھیں اور اسوقت بھی بلوچستان کا الگ ھائی کورٹ ھو سکتا تھا میں سمجھتا ھوں کہ جن لوگوں نے پہلے بلوچستان کی نمائندگی کی تھی، میں ان پر الزام لگائے بغیر نہیں رہ سکتا، انہوں نے اپنے سیاسی مفاد کیلئے بلوچستان کے حقوق کیلئے زور نہیں دیا تھا - انہوں نے سودا بازی کی اسلئے میں چاھتا ھوں کہ بلوچستان کے عوام اس سے بہت خوش ھیں - اور یہ پاکستان کیلئے بہتر فیصلہ ھے -

جناب چیئرمین : وقت ختم ھو گیا ھے - دو منٹ اور لے لیجئے -

میر نبی بخش زھری : اب میں آتا ھوں گورنر کی ترمیم کی طرف کہ وہ اس صوبے کا باشندہ نہ ھو - یہ ایک بہترین قدم ھے - میں یہ نہیں کہتا کہ میں کوئی کریڈٹ حاصل کرنے کیلئے کہہ رھا ھوں میں نے چار سال پہلے قائد عوام کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میری ناقص رائے میں یہ لازمی ھے کہ صوبے کا گورنر دوسرے صوبے کا ھو، میری وہ ناقص رائے کی تکمیل آج ھیں ایوان میں ترمیمی شکل میں ھم پاس کر رھے ھیں - میں اسلئے خوش ھوں کیونکہ یہ صوبے میں جو گورنر ھوگا وہ غیر جانبدار ھوگا اور وہ مرکزی حکومت کی صحیح نمائندگی کریگا اور صوبے کے عوام بھی یہی توقع رکھتے ھیں کہ ان کے صوبے کا گورنر غیر جانبدار ھو کیونکہ وہ مقامی مشکلات کو نظر انداز نہیں کریگا - اسکی میں ایک مثال دیتا ھوں کہ Collition Government کا تجربہ، صوبہ سرحد میں نیپ اور جمیت علمائے اسلام کی حکومت تھی گورنر بھی ان کا تھا وزیر اعلی بھی ان کا تھا - اکثر و بیشتر یہ تجربہ میں آیا ھے، کہ میں حکومت میں نہیں تھا، مگر میں محسوس کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ فیڈرل گورنمنٹ کے احکام کی تعمیل و تکمیل ایمانداری سے نہیں ھوا کرتی تھی اس لئے کہ وہ نہ صرف ایک صوبے کے باشندے تھے بلکہ ایک پارٹی کے ممبر بھی تھے - میں ایک مثال عرض کرتا ھوں -

جناب چیئرمین : دو منٹ تو ختم ھو گئے ایک منٹ باقی رہ گیا ھے -

میر نبی بخش زھری : بلوچستان میں جو وھاں کی نیشنل عوامی پارٹی تھی، جو نئی (جمعیت علمائے اسلام) کے دوران حکومت میں ......-

صاحب ! میں تو بلوچستان کا رھنے والا ھوں، انگریزی کچھ اسی طرح سے بول لیتا ھوں معاف کرنا، کبھی ادھر ادھر ھو جاتا ھے - جناب والا ! وھاں کے گورنر نے یہ شور کیا ، وھاں کے اخبارات میں آیا کہ قبائیلی علاقوں میں بلوچستان میں امن قائم کرنے کے لئے فیڈرل فورس نہیں آنی چاھیئے بلوچستان کے وزیر اعلی نے کہا کہ ھم اس بات کی اجازت نہیں دیں گے، ھم مقابلہ کریں گے - مجھے یاد پڑتا ھے کہ وھاں کے گورنر نے لاھور کے

[Mr. Nabi Baksh Zahri]

گورنر هاوس میں مانا اور لاهور کے ائیر پورٹ پر جا کر کہا کہ صاحب بلوچستان گورنمنٹ کا جو فیصلہ هے میں اسی سے اتفاق کرتا هوں میں بھی اس بات سے اتفاق کرتا هوں کہ فیڈرل فورس بلوچستان کے صوبے میں داخل نہ هو - جناب والا ! ان کو سمجھدار سمجھ کر حکومت دی تھی -

جناب چیئرمین : شکریہ -

POINT OF ORDER *RE*: MISSTATEMENT THAT HOLY QURAN COULD BE AMENDED

مولوی ظہور الحق : پوائنٹ آف آرڈر جناب چیئرمین ! زهری صاحب نے ایک بات اپنی تقریر میں فرمائی هے آئین میں ترمیم کیلئے جواز پیش کرتے هوئے انہوں نے ایک مثال دی هے - میرے خیال میں وہ مسلمانوں کے بنیادی عقیدے کے خلاف هے کہ قرآن مجید میں بھی ترمیم هوئی هے -

جناب چیئرمین : قرآن مجید میں ترمیم کا نہیں کہا -

(مداخلت)

جناب چیئرمین : میری بات سنیں -

مولوی ظہور الحق : میری عرض سن لیں - میں اس پر اصرار نہیں کرتا - ممکن هے مجھے غلطی لگی هو -

Mr. Chairman: You please resume your seat.

میری بات سنیں انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ قرآن شریف میں ترمیم هوئی هے اغلباً ان کا منشا اور مقصد یہ تھا کہ دین همیشہ ایک هی رها هے اور شریعت میں ترمیم هوتی رهی هے اب دین اور شریعت میں بہت فرق هے دین اسلام ایک هے - لیکن شریعت میں همیشہ ترمیم هوتی رهی هے ان کا مقصد یہ تھا -

مولوی ظہور الحق : جناب چیئرمین ! میری عرض سن لیں آپ مجھ سے اتفاق کریں گے میں ان کے حق میں ایک دلیل دینا چاهتا هوں جس کا اپوزیشن کے هر رکن نے اپنی تقریر میں ذکر کیا هے - انہوں نے قرآن و سنت کے متعلق کہا هے تو میں بھی اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاهتا هوں - میں اپوزیشن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہ ایک مثال بتائیں کہ گذشتہ چودہ سو سال میں، جو ملک کے خلاف سازشیں کرتے تھے جو غداریاں کرتے رهے جاسوسی کرتے رهے، ان کا معاملہ کبھی کسی عدالت میں پیش هوا هو -

Mr. Afzal Khan Khoso: Point of order, Sir.

Mr. Chairman: There cannot be a point of order on another point of order.

Mr. Afzal Khan Khoso: Sir, he cannot make a speech on a point of order. The honourable Senator is making a speech.

مولوی ظہور الحق : یہاں چونکہ قرآن و سنت کا بڑا ذکر ہوا ہے اس لئے مجھے بھی دو منٹ دیجئیے - دو منٹ میں عرض کروں گا -

جناب چیئرمین : مولوی ظہور الحق صاحب ! میری تو سنیں اگر آپ کی خواہش تقریر کرنے کی ہے تو آپ مجھے پہلے کہہ دیتے کہ میں تقریر کروں گا، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے، میں نے آپ کیلئے وضاحت کر دی ہے کہ زہری صاحب نے یہ کبھی نہیں کہا -

مولوی ظہور الحق : میں مانتا ہوں، مجھے غلطی لگی ہے بہر حال میں نے کوئی بری بات نہیں کہی، اس کی تائید کی ہے -

جناب چیئرمین : ان کا مطلب تھا کہ دین نہیں بدلتا لیکن شریعت بدلتی رہتی ہے -

مولوی ظہور الحق : یہاں قرآن و سنت کی بات ہوئی ہے لہذا مجھے بھی اجازت دیجئیے -

Mr. Chairman: No, no, under the garb of a point of order, I cannot allow you to make speech.

جناب نبی بخش زہری : میں ان کی تسلی کرتا ہوں -

جناب چیئرمین : زہری صاحب آپ تشریف رکھیئے - جھگڑے کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے میں نے نہ صرف اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ زہری صاحب نے کبھی یہ بات نہیں کہی کہ قرآن مجید میں ترمیم ہوئی ہے - جہاں تک مجھے یاد ہے قرآن مجید میں ترمیم کا آپ نے کبھی ذکر نہیں کیا - آپ نے جو کچھ کہا ہے اس سے میں یہ مطلب نکال سکا ہوں کہ دین میں کبھی ترمیم نہیں ہو سکتی لیکن شریعت تبدیل ہوتی رہتی ہے اس پر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

All right, your point of order is overruled.

مولوی ظہور الحق : میں اپنا پوائنٹ آف آرڈر واپس لیتا ہوں - اگر مجھے غلطی لگی ہے - میں عرض کرتا ہوں کہ مجھے دو منٹ دیے جائیں -

Mr. Chairman: What is your suggestion Malik Akhtar?

Malik Mohammad Akhtar: Sir, after you have given your ruling he may kindly be asked to resume his seat.

جناب چیئرمین : مولوی صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مولوی ظہور الحق : میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہاں اتنی دفعہ قرآن و سنت کا حوالہ دیا گیا ہے میں صرف اس بارے میں دو تین نکات کا ذکر کروں گا آپ اس سے اتفاق فرمائیں گے - کیونکہ اپوزیشن عوام کو دھوکہ دے رہی ہے -

جناب چیئرمین : انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا - آپ تشریف رکھیے -

Will you kindly resume your seat. This was not a point of order.

[Mr. Chairman]

THE CONSTITUTION (FIFTH AMENDMENT) BILL, 1976

Mr. Zulfikar Ali Bhutto (Prime Minister) : Mr. Chairman, with your permission I want to make a short speech.

Mr. Chairman : Oh, yes.

Mr. Zulfikar Ali Bhutto (Prime Minister) : Mr. Chairman, in this morning's newpapers I have had the opportunity to glance at some of the speeches made by the Honourable Members of the Opposition on the Fifth Amendment. One point which has been repeated again and again is that sovereignty belongs to God Almighty, and in this connection the Preamble of the Constitution has been quoted, and if I am not mistaken, the Objectives Resolution might have also been quoted. I want to make it clear that in the debate which took place in the National Assembly the other day, this fundamental and irrefutable contention was not in any way challenged or in any way refuted. We do all believe in the concept of the sovereignty of not only this earth, of not only this country but of the whole universe belonging to Allah Almighty. If this had not been our belief as Muslims, we would not have willingly and unanimously upheld this position in the Constitution of Pakistan. There is no doubt on this fundamental thesis. In the National Assembly debate nobody had in any way thrown any aspersion or cast any doubts on this undeniable thesis. However, if you look at the Preamble of the Constitution and if you also see the Objectives Resolution, it is clearly stated that this sovereignty of Allah Almighty which he exercises over the whole universe and not only over Pakistan, is on the temporal sphere delegated to people. That means that sovereignty is God's but it is delegated on this temporal earth, on this celestial earth to people, and it is the indirect exercise of the sovereignty. How else can God Almighty exercise sovereignty in amending the Constitution unless that sovereignty is delegated and we were referring to the delegation of the sovereignty. Otherwise human beings cannot function, otherwise human beings cannot perform their duties and responsibilities, otherwise there can be no way of dealing with matters relating to the questions of sovereignty, and of State, and of Legislature and of judiciary and of ordinary laws. Obviously on this earth, obviously on this ground this sovereignty, this celestial sovereignty which is vested in God and God alone, is exercised and it is exercised indirectly and through delegation by human beings, by people, by peoples' representatives who have a further delegation.

In the first place, in the hierarchy of sovereignty at the apex is God Almighty. Then this sovereignty is delegated to people and it is further delegated by the people to the Legislature. This was the only point that was made, that the Legislature is supreme in that sense that through a delegation, which is filtered down from God to the people and from the people to their representatives, in that tangible sense, in that material sense, the sovereignty belongs to the Legislature. So, I want to make this quite clear that nobody would refute a matter, which we ourselves are the authors of. Who is the author of this Constitution ? We are the authors of this Constitution and as authors of the Constitution we penned it in the belief that we know as Muslims and as believers that sovereignty belongs to God. We accept the Preamble. We accept the Objectives Resolutions. I say we not only accept it but as far as the Preamble is concerned it is our Preamble. Objectives Resolution might be Liaqat Ali Khan's Resolution, but we have accepted that also and we have incorporated that in the Constitution. Well, there was a Constitution in the past and I believe that the 1962 Constitution did not accept it. They did not accept the Objectives Resolution. Why the Objectives Resolution, in which this thought is incorporated, was not in the 1962 Constitution ? It

means that the authors of the Constitution did not believe in the concept of sovereignty belonging to God Almight. They were regarded as Muslims and they were regarded not only as Muslims but they were regarded to be good Muslims by some of our friends in the Opposition. We went back to the 1956 Constitution or prior to the 1956 Constitution when the Objectives Resolution was passed in 1950 or 1951. We went back to the 1950 or 1951 and we incorporated the Objectives Resolution in our Constitution, because we believe in the thoughts that were incorporated in Objectives Resolution in contradistinction to the authors of the 1962 Constitution, who had rejected the Objectives Resolution. We dug up the Objectives Resolution from its political graveyard and resuscitated it and brought it to life in the 1973 Constitution. Not only that but the Preamble is outs and we are the authors of the Preamble and as authors of the Preamble how can we not believe in this concept which is held valid by all Muslims, which is believed by all Muslims, that the sovereignty of the universe belongs to God but on earth, on this earth, here in the Senate, in the National Assembly, it is for representatives of the people, for human beings, to voice that sovereignty and to articulate that sovereignty as the delegates. So, this was the point which was stressed by my friends, the Leader of the Opposition in the Senate and by Senator Zahurul Haq who is a barrister-at-law. They should have certainly recognised this fact that we were talking about it in the delegated sense and my other point is that these are semantic arguments as far as sovereignty belonging to the Constitution or whether belongs to the Legislature, we can argue on both sides. When the Leader of the Opposition in the National Assembly got up and said that I had said that Legislature is sovereign. He wanted to take up the issue on that and said the Constitution is sovereign. Well, long arguments can take place on that. Both thoughts can be walid. Constitution is sovereign naturally because Constitution is a fundamental law. Constitution is sovereign, but the Constitution pinpoints that sovereignty in the Legislature where that essence of that sovereignty is to be found of the Constitution is the Legislature because it is through Legislature that all laws are passed. So the walking of that sovereignty in the Constitution is done by the Legislature. The talking of that sovereignty in the Constitution is done through the Legislature and the executive flows from the Legislature. So, you can even argue that the executive is sovereign. Why the Executive is sovereign because it flows from the Legislature and why is the Legislature sovereign, when this Constitution is sovereign, because the Constitution gives the Legislature that talking and walking power to express the sovereign whereas the Constitution is sovereign. So, these are the academic arguments. But the first point was more important point and that is why I thought I will take a few minutes of the House to put the record straight.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Mr. Rafi Raza, would you like to speak ?

Malik Mohammad Akhtar: Not after the Leader of the House.

Mr. Chairman: Would you like to speak on the general debate.

Mr. Zulfikar Ali Bhutto: I would like to hear him because he made a very good speech in the National Assembly.

Mr. Chairman: Yes, Mr. Rafi Raza.

Mr. Rafi Raza (Minister for Production): Thank you. Mr. Chairman, Sir, I will only take a few minutes really to speak as it is necessary because, unfortunately, in this House as in the National Assembly, the honourable Members of the Oposition have once again distorted or deliberately misunderstood and certainly attempted to mislead the public about the Constiution (5th

[Mr. Rafi Raza]

Amendment) Bill. The main thrust of their attack is that we have attacked the independence of the judiciary ; and as the honourable Khawaja Safdar has said we have attacked it on three main points. Let me deal with each one of those three main points that he says, have subverted the independence of the judiciary.

Firstly, he refuses to the clause pertaining to elevation of a High Court Judge to the Supreme Court and, if he refuses to go there, it is deemed to be a resignation. Is that 'Insaf'? Is that a justice he asks? I ask him in return : Is that injustice? What injustice is being done to the judge by asking him to be elevated to the Supreme Court? We are only, by saying that he is deemed to have resigned, honouring the Supreme Court—that no subordinate judge should refuse to be elevated to the superior court, the Supreme Court of Pakistan, and it is for this reason only that this is being done. There should be no motives read into our simple amendment on this point.

Secondly, he says that by having the provision for transfer of judges we have destroyed the independence of the judiciary. He has in fact taken this 'transfer' as some sort of punishment or as some sort of termination of service. He says that hundreds of civil servants have been got rid of in the last 16 years and this will happen with the judiciary. Transfer, I would have thought the honourable Member is learned enough to know, does not mean either termination and should certainly not be read as punishment. In fact, as was pointed out in the National Assembly it self, till 1970, and this is well-known, the judges were transferred, when it was One Unit, from Karachi, to Peshawar, Quetta and Lahore. Their postings were inter-changeable. Nobody's permission was asked whether he wanted to sit in Lahore or Karachi. In any case, as I myself said in the Assembly why does the honourable Member think that because a judge sits in Lahore, he is more independent in Lahore and less independent in Karachi. He is the same judge, the same individual. If he is a man of integrity and independence he is free to exercise that integrity and independence either in Peshawar High Court or in Quetta High Court or in the Karachi High Court or in the Lahore High Court.

Sir, the third point is this—and I will be brief because the Prime Minister has very kindly allowed me to speak after him; and I thought that these points needed to be dealt with because Khawaja Safdar has raised them here. The third point is that the time limit of four of five years provided for the Chief Justices is completely destroying the judiciary. Again, this a gross distortion, a mis-information, misleading the House by making such a statement. In the National Assembly, one hon'ble Member, a very learned lawyer from Lahore, said that no Commonwealth country has this sort of provision and I pointed out there, and I seek your indulgence Mr. Chairman, Sir, in repeating here, that in the mother of democracies as far as Commonwealth is concerned—in Great Britain—the Lord Chancellor who is the head of the judiciary is part of the Executive. He goes out with the Executive and still the independence of the judiciary is maintained. And here, merely tenure is being fixed, a tenure which is not at all uncommon because in many countries the tenure is there. As explained in the National Assembly, in the Federal Courts of United States of America and in many countries a tenure is fixed. In the International Court of Justice the Chief Justice is appointed by rotation. Why does the hon'ble Members here in the Opposition think that the independence of the judiciary is affected by asking a Chief Justice to either step down and become the Senior Most Justice, and on the same salary? The

amendment says no reduction in salary, or he can go out on full pension, or go to the Supreme Court if he is so elevated. How does this simple measure whereby other judges are also given the opportunity of being the Chief Justice, erode or destory or subvert the independence of the judiciary ?

These I believe are the three points which he has raised whereby, he has alleged, we have taken away the independence of the judiciary ; and I think none of these three points have any validity whatsoever.

Coming now to the other question namely Article 199, whereby we have, according to the Members of the Opposition, through the proposed amendment, attempted to take away the writ jurisdiction of the Superior Courts. This is how, I believe, it was put by the Opposition. That we have changed the nature of the writ jurisdiction ; we have deprived the Superior Courts of certain jurisdiction ; we have affected the structure, the separation of the Executive from the Judiciary and the balance between the two.

Let me, Mr. Chairman, Sir, categorically state that there has not been a single instance of the invasion by the Executive of the judiciary's powers. But let me equally categorically state, Mr. Chairman Sir, that there have been several instances of the invasion of the Executive's powers by the Judiciary. The hon'ble members of the Opposition know that there have been dozens of orders passed by Superior Courts to the effect that 'so and so shall not be detained or arrested'. That is the order. No reason given, no preamble, no follow up and no hearing. A simple order restraining the Executive from exercising its own Executive authority. 'No person shall be detained or arrested'. "So and so shall not be detained or arrested". And in once case the order was 'Under no circumstances for any future offence that he may commit'. So what we have attempted to do in the amendment under Article 199 is to settle what is a settled principle in every other country. In no other country where there is the writ jurisdiction as understood in Article 199, has that writ jurisdiction been used to grant bail. And this is a challenge, an open challenge to the Members of the Opposition to produce an instance because in the very nature of the writ jurisdiction such an interim order is not to be passed. This is an extra-ordinary jurisdiction.

What have we said in Article 199 ? We have merely said that where there are legally and constitutionally constituted tribunals or courts exercising their own jurisdiction, their work should not be interfered with by interim orders. We have nowhere in this amendment, or in the Fourth Amendment, affected the substantive right of the Superior Courts to exercise their writ jurisdiction. We have nowhere said that you cannot pass a final order. We have clarified, and I think we have the right to clarify, the position ; and it is no more than clarification when we are not changing the law. This interpretation of Article 199 will not change the law. We are in the amendment actually stating the well-established jurisprudential position regarding the exercise of the writ jurisdiction. We have only said here, Mr. Chairman Sir, that while a Tribunal, legally and constitutionally constituted, is exercising its own legal authority, that should not be interfered with. Mr. Chairman, Sir, the Constitution itself envisages the establishment of such Tribunals, Under Article 212 for example the Constitution itself envisages this, though for a different purpose ; bad for other purposes the law envisages their establishment.

(interruption by Khawaja Mohammad Safdar)

Mr. Rafi Raza: These are Administrative Tribunals regarding service matters and others. I am aware of Article 212 but it does envisage the

[Mr. Rafi Raza]

establishment of certain tribunals and the law enables the Executive to establish such tribunals. It is very clearly stated in Article 175 (2) :—

"(2) No court shall have any jurisdiction save as is or may be conferred on it by the Constitution or by or under any law."

Nowhere, does this Constitution under Article 199 confer the right of granting bail in such cases, and which law has conferred this right. Article 199 (b) says :—

(b) on the application of any person, make an order :—

(i) directing that a person in custody within the territorial jurisdiction of the Court be brought before it so that the Court may satisfy itself that he is not being held in custody without lawful authority or in an unlawful manner ;"

If the court is so satisfied, it can release him, and grant him freedom by final order. That is what we are saying. But not by an interim order when the matter is pending in or before any tribunal. The Court can pass any final order.

As I have said, Mr. Chairman, Sir, I do not wish to take up too much time. I thought that these two matters required some clarification to remove the misunderstanding that is attempted to be introduced in this House, and before the public at large, by the members of the Opposition. I can only repeat what in fact the Prime Minister said in the National Assembly that no Government has done more for the judiciary or for the Bar in the last 4½ years than this Government. This Government, no doubt, will continue to do the same. We have, as the Prime Minister said, the People Party Government has been the author of this Constitution. The Constitution did, does and will continue to envisage an independent legislature, an independent judiciary and also an indepent executive, as the Executive also has its duty to perform and powers to exercise under the Constitution without undue, unnecessary and uncalled for interference from any other source.

Thank you.

Mr. Chairman : Thank you. Malik Mohammad Akhtar, I believed you will be the last speaker.

Malik Mohammad Akhtar : No, Sir, I have already done enough. I do not wish to repeat what has been said already.

Mr. Chairman : So, I will put the question to the House.

Now, the question before the House is :

"That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Fifth Amendment) Bill, 1976], as passed by the National Assembly, be taken into consideration".

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : The motion is carried. Now, we take up second reading, clause by clause. There is an amendment in the name of Khawaja Mohammad Safdar.

(*Pause*)

Mr. Chairman : Don't you want to move it ?

Khawaja Mohammad Safdar: Which one, Sir.

Mr. Chairman: Amendment to Clause 2. Only omission. You need not formally move the amendment. Would you like to say anything?

خواجہ محمد صفدر : میں فاضل وزیر قانون ...

Malik Mohammad Akhtar: Sir, I will like to point out in the beginning of the second reading that I have gone through the entire amendments. Except 3 amendments all the other 17 amendments are dealing with deletion and he has dealt with each and every clause at length. I would like to ask him if he can forego these amendments because he will only be repeating what he has been repeating. Whatever he has said is on the record.

Mr. Chairman: Yesterday it was agreed that all stages; second reading, third reading, will be completed today. Khawaja Sahib, I believe you are fasting too. Do you want to speak on each and every amendment?

Khawaja Mohammad Safdar: Let us proceed and then we will find out which is more important from my point of view, and on which I may speak. I may forego those on which I am not speaking.

جناب چیئرمین ! محترم اور فاضل وزیر قانون نے ابھی ارشاد فرمایا ھے کہ میں نے اپنی تقریر میں تقریباً ساری ان کلازوں کے متعلق کچھ نہ کچھ کہا ھے اور میرا خیال ھے کہ انہوں نے میری تقریر توجہ سے نہیں سنی کیونکہ وہ کبھی اندر آتے تھے اور کبھی باھر جاتے تھے خبر نہیں کہ آج انہیں کیا فکر لا حق تھی بہرحال ان کے اور بھی فرائض ھیں شاید وہ ان فرائض کیلئے اس طرح گھومتے پھرتے ھوں - میں نے صرف تین یا زیادہ سے زیادہ چار کلاز کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور اس وقت بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ دوسری خواندگی کے دوران میں دوسری کلازوں کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرونگا میں ویسے انہیں یقین دلاتا ھوں اور یقین دلانے کی ضرورت بھی نہیں ھے کیونکہ آپ بھی مجھے روک دینگے جب میں اپنی کسی سابقہ دلیل کو دھرانے کی کوشش کرونگا - تو جناب والا ! میں کلاز نمبر دو کی مخالفت کیلئے کھڑا ھوا ھوں اور چاھتا ھوں کہ اسے حذف کر دیا جائے اس کی وجہ یہ نہیں کہ مجھے اس اصول سے اختلاف ھے - گورنر صاحبان کا تقرر کرتے وقت انتظامیہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاھیئے کہ جس صوبے میں کسی صاحب کو گورنر مقرر کیا جاتا ھے، وہ اس صوبے کا باشندہ نہ ھو - مجھے اس اصول سے اختلاف نہیں - میں اسے پسند کرتا ھوں کہ یہ ھونا چاھیے لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے عرض کیا ھے اور میں چاھتا ھوں کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے، کیوں ؟ یہی میں عرض کرتا ھوں -

جناب چیئرمین ! آپ دیکھیں گے کہ اس کلاز میں جہاں یہ اصول وضع کیا گیا ھے کہ گورنر صاحبان کو مقرر کرتے وقت انہیں اس صوبے میں مقرر نہیں کیا جائیگا جہاں وہ سکونت پذیر ھوں - پہلی بات، یہ ایک شرط لگا دی گئی ھے کہ جنرل الیکشن کے بعد اس پر عمل ھوگا اور ۲ (اے) کے تحت ایک دوسری شرط لگا دی ھے کہ آرٹیکل ۲۳۲ اور آرٹیکل ۲۳۴ کے تحت اگر ھنگامی حالات ملک میں نافذ ھوں تو پھر بھی اس اصول پر عمل نہیں ھوگا آخر یہ دونوں شرائط لگانے کی ضرورت کیوں پڑی ؟ حالات کسی وقت بھی ملک میں ایسے پیدا ھو سکتے ھیں کہ اس اصول پر جو کہ ایک اچھا اصول ھے کہ گورنر اس صوبے کا باشندہ نہ ھو جس میں وہ مقرر کیا جا رھا ھے اور اس اچھے اصول پر عمل کرتے ھوئے کسی وقت بھی کوئی دقت پیدا ھوسکتی ھے جیسا کہ یہ دو دقیتیں گنوائی گئی ھیں، ھو سکتا ھے اس کے علاوہ بھی کوئی

[Khawaja Mohammad Safdar]

وقت پیدا ہو جائے اسلئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری کلاز آئین کا حصہ نہیں بننی چاہیئے - یہ آئینی بندش ہونی نہیں چاہیئے -

انتظامیہ کے ہاتھ اس طرح باندھنے نہیں چاہیئیں کہ وہ ضرور ہی ہمیشہ اس اصول پر عمل پیدا ہو اس لئے انتظامیہ کو کھلے اختیارات ہونے چاہیئں اور وہ ملک کی سٹڈی کریں، غور کریں اور حالات کو دیکھیں کہ اگر حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ اسی صوبے کا شخص یہاں گورنر مقرر ہونا چاہیئے جہاں کا وہ رہنے والا ہے وہی مقرر کیا جانا چاہیئے تو اس پر کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیئے اور عام طور پر انتظامیہ کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے اور ایک کنونشن ہو، ایک اچھی روایت قائم کرنی چاہیئے کہ کسی صوبے کے باشندے کو اس صوبے کا گورنر مقرر نہ کیا جائے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ غیر ضروری ہے اور ہم اپنے آئین پر غیر ضروری طور پر بوجھ ڈال رہے ہیں اور اکثر میرے دوست اور میرے محترم بھائی رفیع رضا صاحب آج بھی یہ شکایت کرتے رہے ہیں کہ میں خوامخواہ انکی مخالفت کرتا ہوں لیکن میں چاہتا ہوں کہ جو اختیار میری دانست میں انتظامیہ کے پاس ہونا چاہیئے، وہ ضرور ہونا چاہیئے ہو سکتا ہے میں غلطی پر ہوں کیونکہ میں عقل کل کا مالک نہیں ہوں لیکن میری دانست میں جو اختیار انتظامیہ کے پاس نہیں ہونا چاہیئے وہ میں ہمیشہ کہتا ہوں کہ نہیں ہونا چاہیئے اس لئے جہانتک میری رائے ہے یہ اختیار انتظامیہ کے پاس ہونا چاہیئے اور اس کو آئین کا حصہ بنا کر انتظامیہ کے ہاتھوں کو باندھنا نہیں چاہیئے اسلئے میں چاہتا ہوں کہ اس کو حذف کر دیا جائے -

Malik Mohammad Akhtar: Sir, he is only half-heartedly opposing the amendment. He is agreeing to the principle, but he wants it to be put. I consider that it is a useful amendment. There will be no local prejudice, no political pressure.

An objection was raised in the other House that any other person residing in another province need not be a Governor of the Province where emergency had been imposed and we agreed to that amendment and the amendment is there. I consider that even during emergency we had appointed Advisers and the Advisers are even members of the Parliament. But I think we need not go into this.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, the Prime Minister.

Mr. Zulfikar Ali Bhutto (Prime Minister of Pakistan): Mr. Chairman, I have heard the speech of Khawaja Safdar very closely and with great attention. I do agree that it is not generally desirable to rigidify the Constitution. However, he must also take into account that here the executive is imposing a limitation on itself. One of the criticisms against our Government from the Opposition alone has been that this Government is excessive in its authority, and that they would like to curb and control the authority of the Government. Voluntarily, when the executive is imposing fetters on itself, they should welcome it. And not only should they welcom it, it shows also that when we say that judiciary should remain within its functions, it is not that we have one law for the judiciary or one outlook for the judiciary and another outlook for the executive. I do not recall a case in which at least in this country, the executive of Pakistan has imposed a limitation on its own powers. The experience of this country has been that the executive in Pakistan has tried to extend its

powers. But here we apply the same standards for the judiciary, the legislature and the executive. As much as we believe that the judiciary must be contained within the law, as much we believe that the legislature also exercise true functions, we believe that the executive also must be contained within the law. Here is something which the Opposition I thought could have welcomed, that we are buying to the supremacy of the rule of law as I said in the Assembly, to the majesty of the rule of law and at the same time imposing a restriction on ourselves, on the executive. This shows the good faith of the executive. There is no parallel for it in Pakistan's history, first. Secondly, we have to learn from our experience. Politicians must learn from their experience, specially those politicians who want to build their country and they want to build their country for their people and for the future generations.

If you go through the whole history of Pakistan, you will find that this disease has inflicted the body politics of Pakistan either at the federal level or at the provincial level. At the federal level we saw it after the death of the Quaid-e-Azam, and let us say, certainly after the death of Liaquat Ali Khan when there was a tussle, a perpetual, a nasty, ugly tussle between the Governor-General and the Prime Minister, jerking for authority, groupings, manipulations, and then also we found that there was a tussle between the President and the Prime Minister. The reason is that not because they were from the same province or something that there was this diarchy between the President Prime Minister or Governor-General Prime Minister. So in the provinces we wanted to minimise this conflict. How have we tried to minimise this conflict. First of all we have tried to minimise this conflict in the 1973 Constitution by depriving, conscientioulsy depriving the executive Powers to the constitutional heads.

At the federal level we have tried to minimise it by seeing to it that the President exercise authority strictly according to the Constitution and that there is no room for discretion. His orders have to be counter-signed by the Prime Minister and various other steps have been taken to minimise this conflict which comes through a division of powers which we find today being faced so gravely by the French Constitution. Here in the provinces we have taken one step in the Constitution, that we have made the Governor of the province a constitutional head. We thought that after making the Governor of the province a constitutional figure head, this conflict and this tussle and this rivalry and this interigue and this manipulation and this جوڑ توڑ will all come to end. We thought that we have done enough by making the Governor merely a constitutional head. But again we found with experience, alas, that this is not so and experience showed us plainfully and buoyantly that although the Governor had no powers under the Constitution, no executive powers, yet he assumed خفتم himself executive powers because he had roots in that province or he thought that he was a powerful figure in that province or he thought that because he had some support and influence in that province, that executive, legislative and the constitutional authority meant nothing, the raw authority, the ignorant raw authority, the village sort of headmen's outlook. He then thought that what is the Constitution, what are these Provisions, what are these Article ? I can muster up from this province, from my province, so many MPAs and that is what really matters. And we saw ugly conflict developing and we saw an unnecessary conflict developing but we did not originally intend it and I said we have to learn from our experience. Who else learns from experience ? Human beings learn from experience and human-beings must take into account the experience. I gave one example, but in other provinces also we saw a little bit of the thing, that well, I also can get the support of some MPAs of the Opposition, I know them, I have contacts with them.

[Mr. Zulfikar Ali Bhutto]

So in varying degrees we found that the disease has not been fully cured by making the Governor only the constitutional head. That there was still something that had to be cut and that is why we said the person who belongs to that place, who comes from that province, should not be the constitutional head of that province. No. My third point is why has the executive imposed this limitation on itself in the Constitution and my friend Khawaja Safdar says this should have been a convention. Here again we are guided by the experience of Pakistan. In Pakistan conventions of the Constitution have been more respected by their violation. We did see that come out to the fore, most significantly, during the Gazder amendments. You recall that there were certain conventions. British conventions which are parliamentarian thoughts, would remain conventions. Iver Jenning has said that conventions are even more important than the Constitution. These are the words of Iver Jenning that the conventions of the constitution are more important than the constitution itself because the constitution is incombant on them. That you have to follow the constitution otherwise if you do not, there is a penalty, there is a punishment, there is a sanction, but conventions of the constitution if you violate them, there is no legal sanction against them, there is no punishment, there is no penalty but honourable countries, honourable societies and honourable men will respect conventions more than the constitution because it is not the punishment which should make you follow certain things but it is your high morality which should make you follow things. Now this has been said by many jurists but as I said most important of all was Iver Jenning who has written a great deal on it. Now we inherited these conventions of the constitution from the British when they departed in 1947. From the day our independence came into being, I would like to respectfully ask the Leader of the Opposition, which convention of the Constitution has been respected by any Government of Pakistan from 1947 onwards. I will not even say here now 1948, I would say now 1947 onwards, what were the powers of the Governor-General under the convention. Did Quaid-e-Azam exercise powers under the conventions of the Constitution or under the Constitution, either of them? I will not go into details. It is a very sensitive subject but here we have to deal frankly with all subjects. So, I go right from 1947, from the first Governor-General and from our experience from that day in dealing with conventions, and then of course it culminated in that famous crisis over the Gazder Amendments. When the legislature fails, then what is all this? Each and every convention is being violated. The conventions are being treated like dirt. Conventions are not being considered as conventions and that as a result of it they wanted to incorporate the conventions into law, because the Governor-General was exercising powers which were not his powers under the convention. So they wanted to then bring about a demarcation. They wanted to transfer all conventions into law under the Gazder Amendment and that is when the first Constituent Assembly was struck down, and we saw the sad experience, we are still reeling over that experience. So, then you know that not only we have learnt from their experience but Sirilanka (Cylone) which is far away, took note of Pakistan's crisis and they turned every convention of the Constitution into law, on the ground that experience has shown that conventions because they do not carry the sanctity of penalty and punishment, are not respected. So, if we had left it at the convention you know what respect would have been maintained for it. So this is to thwart pressure, political pressure, and political jockeying. Naturally people would like to go to their own province. When they are told, look there is a convention, they would laugh. They would say what is a convention. This is no bar. For them it is no bar but if it was another society it would be the biggest bar and

they would not make that request but here they would laugh at that convention and at that reason being given that this is the convention. Therefore, with our experience of what we have seen of our country, what we have made of convention, we have reduced it into a law and the amendment about Article 234 was from the Opposition which we have accepted.

Mr. Chairman : Thank you. Now, I will put the Clause to vote.

The question before the House is :

'That Clause 2 forms part of the Bill.'

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman ; Twenty-nine in favour, and none against. So the Clause is carried.

Now, we move on to Clause 3.

There is no amendment to Clause 3.

The question before the House is :

"That Clause 3 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour of the Clause and none against it.

So, the Clause is adopted.

Now, we take up Clause 4.

Yes, Khawaja Mohammad Safdar.

(*Interruptions*)

Khawaja Mohammad Safdar : Very sorry, Sir. Extremely sorry, Sir.

کلاز کے متعلق میں مختصر گذارشات پیش کرنا چاھتا ھوں - یہ ایسی گذارشات ھیں - جب میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو اس وقت وزیر قانون نے .....

Mr. Chairman : You have to formally move it.

Khawaja Mohammad Safdar : It is for omission.

Mr. Chairman : Khawaja Sahib, one amendment of yours is No. 3 to the effect that this Clause be omitted. That need not be moved. But your amendment at Serial No. 4 is in the nature of an amendment. It may be moved.

آپ کے ارشاد کے مطابق موو کئے دیتا ھوں - میں اسکو پڑھے دیتا ھوں -

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

That in Clause 4 of the Bill the word "five" occurring in the second line be substituted by the word "four".

Mr. Chairman : The amendment moved is :

That in Clause 4 of the Bill the word "five" occurring in the second line be substituted by the word "four".

Malik Mohammad Akhtar : Opposed.

Mr. Chairman : Now, you can speak on both the motions.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! محترم وزیر قانون نے اس بل کو اس ایوان میں پیش کرتے وقت اس کلاز پر جن خیالات کا اظہار کیا تھا، وہ کچھ اس قسم کے تھے، جیسے ان کی رائے میں وفاقی حکومت نچلی سطح پر انتظامیہ اور عدلیہ کو اس بناء پر علیحدہ نہیں کر سکی کہ اس کے لئے بہت بڑے سرمائے کی ضرورت ہے انہوں نے فرمایا کہ پچاس کروڑ روپے کا سرمایہ جو عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ کرنے پر صرف ہوگا - میں ان کی اس رائے سے اختلاف کرتا ہوں کیونکہ میں اس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جہاں اسکا تجربہ کیا گیا - بعض مجسٹریٹ صرف مقدمات کے فیصلوں کیلئے مقرر کئے گئے - بعض مجسٹریٹوں کو انتظامی امور کیلئے مختص کیا گیا - اس پر کوئی مزید پیسہ خرچ نہیں ہوا - نئے مجوٹریٹ نہیں رکھے گئے نئے کلرک نہیں رکھے گئے نئی عمارتیں تعمیر نہیں کی گئیں - ساہیوال پنجاب کا دوسرا ضلع ہے جہاں اس بات کا تجربہ کیا گیا - یہ میری ذاتی معلومات ہیں اور میں کبھی اس ایوان میں ایسی بات نہیں کرتا -

جناب چیئرمین ! ۱۹۶۷ء میں فیڈرل گورنمنٹ سے لینڈ ریفارم کمیشن قائم کیا گیا تھا - اس کے چیئرمین سابق چیف جسٹس حمودالرحمن تھے انہوں نے یہ رپورٹ ۱۹۷۰ء میں پیش کی تھی وہ میرے پاس ہے انہوں نے صفحہ ۲۴۸ پر مالی معاملات کے متعلق جو عدلیہ اور انتظامیہ کو علیحدہ کرنے کے سلسلے میں بڑا طویل تبصرہ کیا ہے، ان کے سامنے جو شہادت کی صورت میں پیش آیا وہ فرماتے ہیں -

Sir, I read out from page 248 of the Report, and I quote :

> "Thus there will be no necessity to appreciably increase the strength of the magistrates merely on account of the separation of judicial and executive functions because out of the existing staff 2|3rd will be switched over to the judicial side while the remaining 1|3rd will assist the District Magistrates in the Performance of executive duties. Increase in the strength of Magistrates would, however, be unavoidable, not because of the introduction of the scheme of separation but due to the increase in the volume of work and large arrears of cases awaiting disposal. There will be no need for increasing the court staff since the services of the existing staff can without any difficulty be utilised by the judicial magistrates. As regards the construction of court buildings and offices etc., there will in our view be no immediate necessity of undertaking any large scale constructions. The existing court buildings and offices can continue to be utilised by the Judicial magistrates till such time as the Government through a phased programme is able to construct separate court buildings and offices for them in or near the compound of the civil courts to enable the District and Sessions Judges to exercise proper control and supervision."

جناب چیئرمین ! نہ صرف میرا ذاتی تجربہ بلکہ ایک بلند مرتبہ فرد کی فائنڈنگ رپورٹ یہ ہے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگر مجسٹریٹ کے لیبل پر یا اس سطح پر عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کر دیا جائے جیسا کہ آرٹیکل ۱۷۵ میں دیا گیا تھا - حتمی وعدہ یہ کیا گیا تھا کہ بتدریج عدلیہ کو انتظامیہ سے تین سال کے اندر علیحدہ کر دیا جائے گا، مجھے معلوم نہیں کہ نیشنل

اسمبلی میں اس کے متعلق گورنمنٹ نے کیا رویہ اختیار کیا تھا، مجھے خوشی ھے کہ محترم وزیر اعظم صاحب تشریف رکھتے ھیں، وہ اس کے متعلق ارشاد فرمائیں گے - جہاں تک محترم وزیر قانون صاحب کا تعلق ھے، انہوں نے تو ھمیں رقم بتا کر ھی ڈرا دیا ھے کہ پچاس کروڑ روپے لگیں گے - "نہ نو من تیل ھوگا نہ رادھا ناچے گی" - اس صورت میں تو جو مدت ھم مقرر کر رھے ھیں اس میں بھی ایسا نہیں کر سکتے - اس لئے یہ بات جو محترم وزیر قانون صاحب نے کہی ھے، غلط ھے - یہ محض اس ملک کے عوام کو ڈرانے کیلئے اور ایک نیک مقصد کو نہ کرنے کے لئے ھے - ایک ایسا نیک مقصد جسکے متعلق پختہ وعدہ کیا ھوا ھے جیسا کہ کسی نے فارسی میں کہا ھے -

قول مردان جہاں دارد -

اس پختہ وعدے کی تکمیل میں جان ھونی چاھیئے - مجھے توقع ھے کہ یہ کام جلد از جلد ھو جائے گا اور اسی غرض کے لئے اسی توقع کو پیش نظر رکھتے ھوئے کہ -

قول مردان جہاں دارد -

میں نے یہ ترمیم پیش کی ھے - میں ڈسٹرکٹ کورٹ میں پریکٹس کرنے والا وکیل ھوں اور وہ بھی اگر وقت ملتا ھے تو پریکٹس کرتا ھوں - میرے رائے میں اگر صوبائی حکومت لاء ریفارم کے تحت نوٹیفکیشن جاری کر دیتی، اس امر میں اس سے پہلے کوئی دقت پیش نہ تھی کہ عدلیہ انتظامیہ سے علیحدہ نہیں ھو سکتی - ھو سکتا ھے کہ گورنمنٹ کے پاس کوئی دلیل ھو اور وہ دلیل سن کر مجھے خوشی محسوس ھو گی - کم از کم مجھے آج تک نہیں بتایا گیا کہ کن وجوھات کی بناء پر تین سالوں میں ایسا نہ ھو سکا - اور آئیندہ دو سال اور مانگے جا رھے ھیں -

جناب چیئرمین ! میں یہ درخواست کروں گا کہ میری ترمیم کو قبول کیا جائے - گذشتہ تین سالوں میں ایسا نہیں کیا جا سکا، تو سال رواں میں ایسا ضرور کیا جائے -

Mr. Chairman : Thank you. Yes, the Prime Minister.

Mr. Zulfikar Ali Bhutto : Here again, there is no difference of opinion. As I said that we are the authors of the Constitution and if we had any reservations on this matter or any misgivings, we would not have willingly incorporated this provision in the Constitution. We are not at all of a different view. We are of the same view. There is complete conformity of views as far as the principle of the separation of the judiciary from the executive is concerned. It is only a question of time factor and that is all. The time element is the only element that we have not been able to implement this principle which, we have all accepted, is a practical proposition.

Now, Sir, the question is this that Commission's reports can be quoted. Astray examples can be given of experimental projects. It is one thing to mention two districts of the country but it is another thing to implement this principle in its totality from one end of the country to the other. There are certain districts which are surplus districts—financially surplus—there are certain districts which have more accommodation, there are advanced districts, but that is not the position in the whole country. My friend should look at the position of the whole country and not just of his own district which is by and large a prosperous district and that is why this experiment was initiated in

[Mr. Zulfikar Ali Bhutto]

his district, in Sialkot and Sahiwal. Those two districts where we thought that no money would be needed, no expenditure would be incurred because the buildings were available and because the magistrates were available. Otherwise, if we had carried out this experiment in some backward district, in some district which does not have even a place for the Deputy Commissioner, a district which does not have place for the Superintendent of Police, a district which does not have a Sessions Court, a district which is barren and which has no *infra-structure* and suppose if we had undertaken this experiment in a district like that, and there are more districts of that nature than the prosperous districts, then we would have had to spend quite a lot of money. So, I do not agree that no money will be needed for this vast experiment to be put in practice. A colossal sum of money will be required and one swallow does not make a summer. One district does not make the experiment applicable to the whole country, on its example that no money was needed here. I say we did it there because no money was to be needed there as an experiment. So, that is one thing.

Secondly, Commissions: they make recommendations. It is not the word, it is not the word of the Scriptures. It is not that they are absolutely correct. There are many commissions which make recommendations but Government has to examine those recommendations and sometimes they find those recommendations to be impracticable and sometimes they find those recommendations not to be correct. So, it is not the Gospel truth that merely because a high-powered commission in which a very important, a former Chief Justice of the Supreme Court presided; that merely because he presided over it and he happened to be the Chief Justice of the Supreme Court; that whatever he said in that commission is correct; then why should it go to Government for confirmation? Why should the Government then vet it? Then it should become automatically the law of the land. That the Commission is a Commission and it is so important that whatever it says is correct, therefore it need not go to the Government. Why does it go to the Government to see which part of it is correct, which part of it is practical, which part it can implement and which part it cannot implement? So, that is also not so. However, now the point is that as I said we are committed to this principle. We have said within five years, we have said within a period of five years; from six years we have reduced it to five years. Now, I say if we can do it in three and a half years, we would not wait for five years. If we can do it in four years, we would not wait for five years. Why does he want to further tie us down on the analogy of his first submission relating to the conventions of the Constitution. I say that we will be happy if we can do it in three and a half years. We will be happy if we can do it in four years. We will try for it. We will make a sincere effort for it. This is a matter of record that we would like to do it. After all, what harm is there. Goodwill will come out of it. So, we will try to do it in the shortest possible period of time. But let us be on the safe side and keep it to the period of five years. If we accept this amendment now the result will be that on a matter like this when I have already said that we will try to do it in four years, we will try to do it in less than four years, then a matter like this, why let it go back to the National Assembly and from the National Assembly it comes back. I don't say that other important amendments of his need not go back to the National Assembly. There might be some which necessitate going back to the National Assembly but certainly not this one when I have said that we will try to do it in less than four years. So, I would suggest him that in view of this he should not press the amendment.

Mr. Chairman : Thank you.

Now, I will put the amendment.

The motion before the House is :

"That in Clause 4 of the Bill," the word "five" occurring in the second line be substituted by the word "four".

(The motion was negatived)

Mr. Chairman : The amendment is lost.

I will put the question, now.

The question before the House is :

"That Clause 4 forms part of the Bill".

Mr. Chairman : 29 in favour and one against.

Clause 4 forms part of the Bill.

Now, we move on to Clause 5. Would you like to move your amendment ?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes, Sir.

Mr. Chairman : You can move only No. 6 and not No. 5.

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move the amendment :

"That in Clause 5, in the proposed new Clause (2), para (a) be substituted by the following :—

"(a) to retire from his office and continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty-five years. On completing the sixty-fifth year of his age he will receive the pension to which he is entitled."

Mr. Chairman : The amendment moved is :

"That in Clause 5, in the proposed new Clause (2), para (a) be substituted by the following :—

"(a) to retire from his office and continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty-five years. On completing the sixty-fifth year of his age he will receive the pension to which he is entitled."

Malik Mohammad Akhtar : Opposed.

Mr. Chairman : You can speak on both.

Malik Mohammad Akhtar : He should confine himself to the salary and should not touch any other subject.

خواجہ محمد صفدر : میرے دوست یہ کہتے ہیں -

جناب چیئرمین : یہ تو آپ کے پرانے ساتھی ہیں، دوست ہیں -

خواجہ محمد صفدر : جی، میرے یہ پرانے ساتھی ہیں - جناب چیئرمین ! جی چاہتا ہے کہ وہ ساری ان کی پرانی تقریریں نکالوں اور ان کو پڑھکر سناوں لیکن اس سابقہ ساتھ کا لحاظ آ جاتا ہے - جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کرنے والا ہوں اس کلاز کے متعلق، جو زیر بحث ہے کہ میں نے پہلی خواندگی کے دوران بھی چند معروضات پیش کی تھیں اور ان میں اس وقت میں کوئی مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا - صرف اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ مقرر کرتے ہیں، اگر آپ ایک مقررہ معیاد tenure کیلئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو مقرر کرتے ہیں اور اس صورت میں ابھی مدت ملازمت میں یعنی ۶۵ سال تک پہنچنے میں ابھی کچھ وقت ہے تو اس صورت میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ۶۵ سال تک اسے پوری تنخواہ دی جائے اور وہ الاونسز دیئے جائیں جو کہ بحیثیت چیف جسٹس اسے ملتے تھے - یہ میں نے کیوں تجویز کیا ؟

جناب چیئرمین ! ایک بنیادی اصول ہے، جس کا اعادہ ہمارے آئین میں بھی کیا گیا ہے لیکن چونکہ یہ تمام ترامیم اب آئین کے اندر کی جا رہی ہیں اس میں وہ متعلقہ آرٹیکل جو ہے - وہ اب ترمیم شدہ تصور ہوتا ہے - ہمارے آئین کی ایک شق ہے کہ ملازمت کے دوران کوئی بڑا ملازم ہو یا چھوٹا اس کی سروس کنڈیشنز تبدیل نہیں کیجائیگی - لیکن ظاہر ہے کہ جب ہم آئین میں تبدیلی کر دیں گے تو سروس کنڈیشنز تبدیل ہو جائیں گی - آئین میں تبدیلی میجارٹی اپنی قوت سے کر سکتی ہے - لیکن ایک اخلاقی فرض بھی ہے - کہ ایک شخص کو جسے اس حکومت نے یہ سمجھ کر آج سے کچھ عرصہ پہلے یہ جانتے ہوئے کہ ابھی آٹھ سال اس کی ملازمت کے باقی ہیں اس کی عمر صرف ۵۷ سال ہے اس کو چیف جسٹس مقرر کیا میں یہ عرض کر رہا ہوں اور اب اگر چار سال کے بعد اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ صاحب اس کی مدت ملازمت چار سال رہ گئی ہے یا دو سال یا تین سال یہ باقی جو ہیں - یہ ریٹائر منٹ پر گذارے پنشن لے لے، جس وقت صدر مملکت نے اس شخص کو چیف جسٹس مقرر کیا تھا اس وقت انہیں علم تھا کہ اس کی ملازمت کے آٹھ سال باقی تھے اور دوسرا یہ بھی علم تھا کہ یہ اس اہل ہے کہ چیف جسٹس کے عہدے پر آٹھ سال فائز رہے -

(Interruption)

خواجہ محمد صفدر : میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کی بات کر رہا ہوں ۶۵ سال اس کی عمر ہے اور اخلاق کا تقاضہ یہ ہے کہ جو وعدہ ہم نے اس سے کیا تھا اور جس وعدے کی بنیاد پر وہ اپنی مدت ملازمت گذارتا تھا اس کی وہ امیدیں پوری ہونی چاہئیں - جناب چیئرمین ! میری اس ترمیم سے ویسے کوئی بڑا فرق نہیں پڑے گا - پاکستان کی تاریخ میں گزشتہ ۲۹، ۳۰ سال میں شاید ایک یا دو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس ہوں گے، جنہوں نے پانچ سال سے زیادہ اس مدت تک اس عہدے پر گذارے ہوں - بعض ایسے بھی گذرے ہیں چند ایک کہ جنہوں نے چند مہینے اس عظیم الشان عہدے پر گذارے یا چند ہفتے بھی گذارے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں جسکا میں مطالبہ کر رہا ہوں اور پھر ماسوائے اسکے جیسا کہ محترم وزیر اعظم صاحب ابھی فرما گئے ہیں کہ اس بل کو واپس نیشنل اسمبلی میں بھیجنا ہوگا اگر میری یہ ترمیم قبول ہو جائے، اگر یہ بات حائل نہ ہو تو اور کوئی وقت مجھے محسوس نہیں ہوتی -

Malik Mohammad Akhtar: Sir, the matter is very simple. It has been stated in the original clause of the Bill that a person who is completing his tenure as Chief Justice of Pakistan, can either stay or can retire from his service and receive the pension to which he would have been entitled as if he had retired on attaining the age of 65.

خواجہ محمد صفدر : کچھ عزت نفس بھی ہوتی ہے - سوال بڑا غلط سا ہے - لیکن میں نہایت ہی ادب سے محترم وزیر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ پہلے وہ وزیر مملکت تھے، اب وہ وزیر بن گئے ہیں، ہمیں بڑی خوشی ہے - لیکن اگر خدانخواستہ انہیں دوبارہ وزیر مملکت بنایا گیا - تو کیا اب یہ پسند کرینگے -

ملک محمد اختر : میں بڑی خوشی سے اپنے لیڈر کا حکم مانونگا میں بطور ورکر بھی اپنی پارٹی کے ساتھ کام کرونگا -

خواجہ محمد صفدر : وہ اور بات ہے -

ملک محمد اختر میرے لئے دونوں باتیں قابل قبول ہیں -

We have already debated this very Clause.

Mr. Chairman: You are prolonging it. I am not prolonging it. I was going to put the Clause. I consider the benefits promised in the Clause are sufficient.

Now, I will put the amendment.

The amendment before the House is :—

"That in Clause 5, in the proposed new Clause (2) para (a) substituted by the following :—

" (a) to retire from his office and continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty-five years. On completing the sixty-fifth year of his age he will receive the pension to which he is entitled."

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is rejected. Now, I will put the original Clause.

The question before the House is :

" That Clause 5 do stand part of the Bill "

Twenty-nine in favour and two against it.

(The motion is adopted)

Mr. Chairman: Clause 5 forms part of the Bill.

Clause 6 is under consideration. No amendment. I put the clause.

The question before the House is :

" That Clause 6 do stand part of the Bill.

Twenty-nine in favour and two against it.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Clause 6 forms part of the Bill.

Now. take up Clause 7. Yes, Khawaja Mohammad Safdar.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! یہ کلاز ان کلازوں میں سے ایک ہے جو کہ متنازعہ ہے - اگرچہ میرے فاضل دوست جو کہ میرے بائیں ہاتھ تشریف رکھتے ہیں، انہوں نے مجھ سے اتفاق نہیں فرمایا، ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس ترمیم کے بعد سپریم کورٹ کے اختیارات کو بری طرح مجروح کیا گیا ہے -

جناب والا ! فاضل وزیر قانون نے اپنی تقریر دل پذیر میں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے معلوم نہیں ہے کہ آرٹیکل کہاں سے اس آئین میں گھس آیا ہے - میں حیران تھا ان کے اس فقرہ سے کہ وہ تو دستور کمیٹی کے رکن تھے اور سپیشل کمیٹی کے بھی رکن تھے، اور انہوں نے دستور سازی میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے - بلکہ اہم رول پلے کیا ہے - جب میں نے ذرا ٹٹولا تو بعینہ یہی کلاز گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ، ۱۹۳۵ء سے لیکر آج تک جتنے بھی پاکستان میں دستور بنے ہیں، ان میں اسی حالت میں موجود ہے اس میں ترمیم اب ہو رہی ہے - اس سے پہلے بعینہ وہی الفاظ اس میں موجود ہیں - مگر محترم وزیر قانون نے میری بات تسلیم نہیں فرمائی میرے پاس سب دستور موجود ہیں میں ایک ایک پڑھ کر ان کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں - اب کیا ضرورت پڑی کہ کم از کم ۴۲ سال کے بعد اس میں ترمیم کی جائے جب میں یہ کہتا ہوں کہ اس ترمیم کی ضرورت اسلئے پڑی کہ ارباب اقتدار نے کسی ایک یا دو مقدموں میں، ہائی کورٹ کے فیصلوں سے ناراض ہو گئے -

Malik Mohammad Akhtar : Question !

خواجہ محمد صفدر : ناراض ہو کر سپریم کورٹ سے وہ اختیارات چھیننے شروع کر دیئے، جہاں ان فیصلوں کا تعلق ہے، مجھے ان کا علم نہیں کیونکہ یہاں پر کسی کو ریفر نہیں کیا گیا ہے اس ایوان میں کوئی فیصلہ پیش نہیں کیا گیا ہے مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کون سا ہے ؟

جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ انگریز حاکم تھا اور ہم محکوم تھے اگر انہوں نے اپنے آئین میں، گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء میں اس کو رکھا ہوا تھا، ایک سیکشن کے طور پر، تو انہیں یہ خطرہ محسوس نہیں ہوا تھا کہ ان کے اقتدار کو نقصان پہنچ جائے گا - سپریم کورٹ اس زمانے میں فیڈرل کورٹ تھی، ان کو خطرہ نہیں تھا کہ فیڈرل کورٹ ان کے اقتدار کو ختم کر سکتی ہے یا ختم کر دے - ان کو خطرہ نہیں تھا جو ہم پر بزور مسلط تھے اور اس برصغیر کو انہوں نے بزور شمشیر فتح کیا ہوا تھا - اب ان کو کیا خطرہ ہوا تھا ؟ ان کا دعوے تو یہ ہے کہ وہ جمہوریت کے دعوے دار ہیں - ان کا دعوے یہ ہے کہ جمہوریت ہماری سیاست ہے - ان کا دعوے یہ ہے کہ جمہوریت انکو عزیز ہے اور وہ اسکے اصولوں کو چھوڑنا نہیں چاہتے - پھر کیا وجہ ہے یہ جمہوریت نواز، اور یہ جمہوریت پسند ارباب اقتدار عدلیہ کے اختیارات کو اپنے پاؤں تلے مسل رہے ہیں اسلئے میں اسکی مخالفت کرتا ہوں کہ خدا را، یہ طرح نہ ڈالیں - وزیر اعظم شاید کسی اہم کام کیلئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے ہیں ورنہ میں ان کی زبانی یہ سننا چاہتا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ سپریم کورٹ کے اختیارات کو کرٹیل کرنے کی ؟

میں اپنے دوستوں سے نہایت ادب سے اور خصوصیت سے اپنے عزیز دوست محترم رفیع رضا سے، جن کا میرے دل میں احترام ہے اور وہ ابھی جواب دینے کیلئے اٹھ رہے ہیں،

انہوں نے کہا ھے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے اختیارات کو نہ ercde کیا ھے اور نہ curtail کیا ھے یہ ان کے erosion اور curtailment الفاظ ھیں - میں یہ کہتا ھوں کہ اگر اسکا کوئی اور نام رکھیں گے تو پھر یہ ھوگا -

نہند نام فرنگی کافور - کسی کالے کا نام گورا رکھ دیں تو وہ آپ رکھ سکتے ھیں - جو آپکا جی چاھے کریں جو چاھے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے -

یہ بالکل بجا ھے - لیکن ایک کالا، جو کالا ھے، وہ کالا ھی رھے گا - اگر آپ دن کو رات کہیں گے تو ٹھیک ھے، آپ کہہ سکتے ھیں لیکن لوگ رات نہیں کہیں گے - اگر آپ رات کو دن کہیں گے تو آپ کہہ سکتے ھیں لیکن لوگ رات ھی کہیں گے - تو ظاھر ھے کہ آپ کہہ سکتے ھیں، آپ اس کلاز کے ھوتے ھوئے بھی کہہ سکتے ھیں کہ جوڈیشری کے اختیارات erode نہیں ھوئے ھیں - curtail نہیں ھوئے ھیں - آپ کہہ سکتے ھیں لیکن پاکستان میں بسنے والے لوگ اس بات کو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں ھیں - میں انھی خیالات کے ساتھ اپنی گذارشات کو ختم کرتا ھوں اور درخواست کرتا ھوں اس کلاز کو حذف کیا جائے -

Mr. Chairman : Thank you. Yes, Mr. Rafi Raza.

Mr. Rafi Raza : As reference was made to the Minister concerned I would like to say a few words because a challenge, I repeat, a challenge, has been given.

Khawaja Mohammad Safdar : No challenge.

Mr. Rafi Raza : The honourable Member Khawaja Mohammad Safdar has said that this has eroded the Judiciary's independence. I just want to explain that it has not eroded. Article 187, it is true, has come down since the 1935 Act. No question about that. It is equally true that this is and has been throughout, a procedural article. In a recent case more has been read into this. This is a procedural article, because it says that this is required for the purpose of securing attendance, discover documents, etc. It has been attempted to read into this article that some thing over-rides another fundamental clause of the Constitution and it is that misreading that we have sought to correct because the clause under which all our courts are given jurisdiction, as I pointed out earlier, is article 175 (2) Article 175 (2) says, No court shall have any jurisdiction save as is or may be conferred on it by the Constitution or by or under any law. This is already a constitutional provision. We have not eroded the authority of the judiciary in any manner or of the Supreme Court by qualifying the words in Article 187 by this because this is the existing provision. We have only said that article 187 is subject to this which is a clear in junction. No court shall have any jurisdiction save as conferred on it by the Constitution or by any law.' This is already an existing provision. Because as I said, a misreading or some confusion appears to have crept into the use of Article 187. We have made it clear. We have only said, please see Article 175(2) which is already there. We have not added anything. We have clarified something. We have not subtracted anything. either. This is the only point I wanted to make because Article 175(2) is the source of all power or jurisdiction of the superior courts. All we have done is to say, please read article 175 (2) and made Article 187 subject to the provisions of the existing Article 175 (2).

Mr. Chairman : Thank you.

Malik Mohammad Akhtar : Sir, the matter is very simple. Clause (2) of Article 175 is the main Clause and the Clause 187 should have been interpreted subject to that Article. In order to remove that confusion we have expressly provided that and that is the only thing.

Mr. Chairman : Thank you. I will put the Clause now.

The question before the House is :

"That Clause 7 forms part of the Bill".

Malik Mohammad Akhtar : Amendment is to be rejected.

Mr. Chairman : There is no amendment.

Khawaja Mohammad Safdar : There is no Amendment moved, Malik Sahib.

Mr. Chairman : It is a more omission. That should not be treated as Amendment. That need not be moved.

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : 29 in favour of this Clause and two are against. So, the motion is carried. Clause 7 forms part of the Bill.

Clause 8. There is no amendment to it. I will put Clause 8 to the House.

The question before the House is :

"That Clause 8 from part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : 30 in favour of this Clause, none against. The motion is carried. Clause 8 forms part of the Bill. Nine.

Yes, Khawaja Sahib, do you want to move ?

خواجہ محمد صفدر : میں موو کروں گا لیکن کوئی تقریر نہیں کرونگا ۔

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

"That in Clause 9 of the Bill," in the proposed new Clause (2) para (a) be substituted by the following :—

"(a) to retire from his office and continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty-two years. On completing the sixty-second year of his age, he will receive the pension to which he is entitled."

Mr. Chairman : The amendment moved is :

"That in Clause 9 of the Bill," in the proposed new Clause (2) para (a) be substituted by the following :—

"(a) to retire from his office and continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty-five years. On completing the sixty fifth year of his age he will receive the pension to which he is entitled."

Malik Mohammad Akhtar: Opposed.

Mr. Chairman: No speech? That is almost the same.

Khawaja Mohammad Safdar: No speech.

Mr. Chairman: Yes.

The question before the House is with regard to the amendment moved by Khawaja Sahib:

> That in Clause 9 of the Bill, in the proposed new Clause (2), para (a) be substituted by the following :—
>
> "(a) to retire from his office and continue to receive full salary and allowances, which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty-two years. On completing the sixty-second year of his age, he will receive the pension to which he is entitled".

(The amendment was negatived)

Mr. Chairman: The Amendment is lost. Now, I will put the original Clause.

The question before the House is:

> "That Clause 9 forms part of the Bill".

(The montion was adopted)

Mr. Chairman: 29 in favour and two against. So, the motion is carried and Clause 9 forms part of the Bill.

Khawaja Mohammad Safdar: No amendment to 10.

Mr. Chairman: There is no amendment to 10.

The question before the House is:

> "That Clause 10 forms part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman: 29 in favour of the motion and none against. The motion is carried. Clause 10 forms part of the Bill. Now, we move on to Clause 11. Yes Khawaja Sahib.

Khawaja Mohammad Safdar: Sir I beg to move:

> "That in Clause 11 of the Bill, in the proposed new Clause (3A) paras (c), (d) and (e) be omitted."

Mr. Chairman: You move the next one also.

Khawaja Mohammad Safdar: Right, Sir.

I beg to move:

> "That in Clause 11 of the Bill, the proposed new Clauses (3B) and (3C) be omitted".

Mr. Chairman: The amendment moved is:

"That in Clause 11 of the Bill, in the proposed new Clause (3A) para (c), (d) and (c) be omitted."

The second is:

"That in Clause 11 of the Bill, the proposed new Clauses (3B) and (3C) be omitted."

Malik Mohammad Akhtar: Opposed.

Mr. Chairman: Do you want to say something?

Khawaja Mohammad Safdar: Yes, Sir.

Mr. Chairman: Briefly.

خواجہ محمد صفدر : صرف میں نے نہیں کہا آپ نے کہا ہے -

جناب رفیع رضا - تھوڑا کہا ہے -

خواجہ محمد صفدر : تھوڑا کہا ہے لیکن وہ رپورٹ نہیں کرونگا جناب چیئرمین ! سب سے زیادہ controversy اور سب سے زیادہ اختلاف ایوان کے دونوں حصوں میں اس کلاز میں ہے ایوان کے اس حصے کا، جس سے میرا تعلق ہے، اسکا دعوی یہ ہے اور اسکا الزام یہ ہے کہ ہائیکورٹ کے وہ خصوصی اختیارات جو کہ اسے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت حاصل ہیں ان کو محدود کر دیا گیا ہے اور ہائیکورٹ کو ان اختیارات سے محروم کر دیا گیا ہے اور دوسری طرف میرے محترم دوستوں کی یہ رائے ہے اور نہایت معزز وکلا صاحبان نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کچھ ہوا ہے تو یہ ہوا ہے کہ ہائیکورٹ اب کوئی احکام جاری نہیں کر سکے گا interim order جاری نہیں کر سکے گا بلکہ فائنل آرڈر جاری کرنیکا اسے اب بھی اختیار ہے - جناب چیئرمین ! مجھے اپنے دوستوں سے شدید اختلاف ہے اور پہلی بات جو ان کے گوش گذار میں کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اس آئین کی واحد بدقسمت آرٹیکل ہے جو کہ تیسری بار ترمیم ہو رہی ہے اور اس میں تھوڑی ترمیمیں نہیں ہو رہی ہیں بلکہ بڑی وسیع ترمیمیں ہوئی ہیں پہلی بار ۱۹۷۴ء میں ترمیم ہوئی پھر ۱۹۷۵ء میں ہوئی اور تیسری بار ۱۹۷۶ء میں اس میں ترمیم ہو رہی ہے - صرف اس سال ترمیم نہیں ہوئی جس سال یہ آئین پیدا ہوا تھا ورنہ ہر سال لگا تار ترمیمیں ہوتی رہی ہیں -

جناب چیئرمین ! پہلی بار اس میں کیا ترمیم ہوئی پہلے ایکٹ ۳۳ ۱۹۷۴ء کے ذریعے اس آرٹیکل ۱۹۹ کے سب آرٹیکل تین کو تبدیل کر دیا گیا یکسر بدل دیا گیا اور نئے آرٹیکل میں یہ درج کیا گیا کہ یہ آرٹیکل ۱۹۹ کا ان لوگوں پر اطلاق نہیں ہوگا یا وہ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے جو کہ ہماری افواج میں ملازم ہیں - یہاں تک مجھے بھی اتفاق تھا اور پہلے بھی تھا کہ وہ لوگ جن پر ہماری افواج سے متعلقہ خصوصی قانون نافذ ہونگے اور جناب والا ! یہ ترمیمیں ان چند لوگوں کی وجہ سے کی گئیں جن کے مقدمے اب چونکہ ختم ہو چکے ہیں اس لئے میں انکا ذکر کر سکتا ہوں اور وہ غالباً اپنی قید گذار کر آنے والے ہیں اور ان میں کوئی مقدمہ جہانتک مجھے علم ہے وہ subjudice نہیں ہے -

یہ اٹک کانسپریسی کیس میں دو یا تین ایسے آدمی تھے جن کیلئے یہ ترمیم کی گئی اور آئین کو تبدیل کر دیا گیا - صرف دو تین آدمیوں کیلئے یہ کیا گیا - اور دوسری ترمیم اسمیں یہ

کی گئی اور دوسری بار جو ترمیم ہوئی اس میں یہ کیا گیا کہ ۳ (اے) میں اضافہ کیا گیا - ۳ (اے) میں یہ کہا گیا کہ ہائی کورٹ کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ کسی حکم امتناعی کے تحت، کسی نظر بندی کے متعلق ہائی کورٹ اس آرٹیکل کے تحت کوئی ایسا حکم جاری نہیں کرسکتی جس سے کہ اسکی نظر بندی کو کالعدم قرار دیا جائے - نہ ہی کوئی ایسا حکم دیا جا سکتا ہے کہ امتناعی نظر بندی احکام کے خلاف کسی کی ضمانت منظور کر لی جائے - جہانتک پریوینٹیو ڈیٹنشن لاز کا تعلق ہے ہائی کورٹ کے اختیارات کو محدود کر دیا گیا ہے کہ اس قسم کے قوانین کے متعلق تمہارا کوئی اختیار نہیں ہے جو کہ اختیارات سابق صدر ایوب کے زمانے میں استعمال ہوتے رہے - اس سے پہلے استعمال ہوتے رہے - اسکے بعد بھی استعمال ہوتے رہے -

دفعہ ۱۹۹ میں بعینہ وہی الفاظ ہیں جیسے ۱۹۶۲ء کے آئین کے الفاظ استعمال ہوئے - جناب چیئرمین ! اس کے بعد یہاں پر تسلی نہیں ہوئی بلکہ یہ بھی ترمیم کر دی گئی کہ اگر کسی شخص نے سول لیٹیگیشن میں حکومت کے خلاف کوئی حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے تو وہ ساٹھ دن کے اندر اندر ختم ہو جائے گا اور اگر عدالت مزید حکم دینا چاہے اس قسم کے جھگڑوں میں، تو ساٹھ دن سے زیادہ یعنی ہائی کورٹ اس آرٹیکل کے تحت ساٹھ دن سے زیادہ حکم امتناعی ....

Malik Mohammad Akhtar: Sir, I do not want to interrupt him, but he is going too far. We have completed first reading and second reading, and now we are in the third reading. Now, by importing 60 days he is going beyond all the readings. If this goes on, how can we conclude the debate?

Mr. Chairman: Kindly confine yourself to the main amendment.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! وہ کچھ بے صبر ہو گئے ہیں - فاضل وزیر قانون کچھ وقت اپنی بے صبری سے ضائع کر چکے ہیں -

ملک محمد اختر : چالیس آدمیوں کو آپ بلاوجہ باندھ کے رکھ رہے ہیں حالانکہ اس پر ایک گھنٹہ بحث ہوئی ہے -

جناب چیئرمین : کبھی کبھی تو ان کی بھی مان لیا کریں -

خواجہ محمد صفدر : کس پر ایک گھنٹہ بحث ہوئی ہے ؟

ملک محمد اختر : ۱۹۹ پر -

خواجہ محمد صفدر : بھئی آپنے ضرور بحث کی ہوگی - آج سارا دن میں اسی کو سنتا رہا ہوں - جناب چیئرمین ! آج جو ترمیم ہو رہی ہے جسکی میں مخالفت کر رہا ہوں اس ۳(اے) کو تبدیل کر دیجئے -

جناب چیئرمین : ریپیٹیشن نہ کیجیئے - باقی ٹھیک ہے -

خواجہ محمد صفدر : بالکل نہیں ہے - میں نے ۳(اے) میں ایک تجویز ایوان میں پیش کی ہے - چلئے سابقہ ترمیم کے مطابق ۳(اے)، (بی) کو رہنے دیجئے - پریونٹیو لاز آپ کو مبارک - اگر آپ اس ملک کے شہریوں کو بند کرنا چاہتے ہیں تو خوشی سے کریں

[Khawaja Mohammad Safdar]

لیکن اس سے آگے جو ہے اس کو حذف کر دیجئے - کیونکہ ان کا اپنا دعوی ہے - خود وزیر اعظم صاحب نے ارشاد فرمایا، جیسا کہ ان کی تقریر میں نے اخبار میں پڑھی کہ یہ پریوینٹیو لاز کے متعلق ہے - کل محترم وزیر قانون صاحب نے بھی یہی ارشاد فرمایا - آج محترم افضل کھوسو صاحب نے یہی ارشاد فرمایا اور دوستوں نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ یہ پریوینٹیو لاز کے متعلق ہے - جیسے میں نے پڑھکر سنایا کہ اگر مزید ترمیم نہ بھی کی جاتی تو پریوینٹیو لاز کوور ہو جاتے - لیکن اب کیا ہوگا ؟ یہ ذرا پیرا (سی) اور (ڈی) میں ملاحظہ فرمائیں :

(c) an order for the release on bail, or an order suspending the operation of an order for the custody, of any person against whom a report or complaint has been made before any court or tribunal, or against whom a case has been registered at any police station, in respect of an offence, or who has been convicted by any court or tribunal ;

(d) an order prohibiting the registration of a case at a police station, or the making of a report or complaint before any court or tribunal, in respect of an offence ; or."

یہ ایک Blanket Clause ہے اس کے بعد (ای)، Blanket Clause

"(e) any other interim order in respect of any person referred to in any of the preceding paragraphs."

اب جناب والا ! کلاز (سی) میں وہ کون سی پریوینٹیو کلاز ہے جو پریوینٹیو ڈیٹینشن کے متعلق ہے ؟ یہ ہر اس فرد کے متعلق ہے کہ جس نے کسی تھانے میں رپورٹ درج کرا دی تو ہائی کورٹ کے اختیارات ۱۹۹ کے تحت ختم - صرف مقدمہ درج کرنے سے اور وہ بھی تھانے میں - عدالت میں نہیں -

ملک محمد اختر : جناب والا ! اسوقت بھی نہیں تھے، آئین کے بنانے کے وقت بھی نہیں تھے - صرف ان کی کلیریفیکیشن کی گئی ہے -

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! انٹرپریٹیشن کا کام بھی یہ خود کرتے ہیں -

ملک محمد اختر : اب دفعہ ۱۹۹ کے تحت ہائی کورٹ کو تھانوں میں بھیجو -

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! دراصل یہ رٹ جورسڈکشن ہائی کورٹ کی اکسٹرا آرڈینری جورسڈکشن ہے جناب چیئرمین ! محترم وزیر قانون مجھے انٹرپٹ کر رہے ہیں تو مجھے اکسپلین کرنا پڑ جاتا ہے - اس لئے اب مجھے بتانا پڑے گا - پھر مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ مجھے سارا قانون انہیں پڑھانا پڑتا ہے -

ملک محمد اختر : خواجہ صاحب ! اسوقت رہنے دیں -

خواجہ محمد صفدر : اگر یہ کہتے ہیں کہ نہ پڑھاو تو پھر کسی وقت کرلیں گے -

ملک محمد اختر : خواجہ صاحب ! پھر کسی وقت پڑھا لینا اس وقت یہ چالیس آدمی بیٹھے ہوئے ہیں -

خواجہ محمد صفدر : وہ وقت آئے گا تو وہ بھی دیکھ لینگے جناب چیئرمین ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ترمیم جو موجودہ شکل میں ہو رہی ہے جیسا کہ محترم وزیر قانون نے فرمایا کہ اگر یہ پہلے آئین میں موجود تھی تو پھر یہاں ترمیم کرنے کی ضرورت نہیں تھی ۳ (اے) کافی تھی اور اس سے ان کا مقصد حل ہو سکتا تھا - لیکن چلو اس کو بھی جانے دیجئے - یہ ۳ (بی) و (سی) سے کیا تعلق ہے - اس میں یہ فرمایا جاتا ہے -

"(3B) Every such order as is referred to in clause (3A) made at any time after the commencement of the Constitution..."

یعنی retrospective effect سے جو سابق عدالتیں فیصلہ کر چکی ہیں - ۱۹۷۵ء کے بعد گذشتہ سال جو فیصلے ہو چکے ہیں اب ان تمام فیصلوں کی اس ترمیم کے ذریعے کالعدم قرار دیا جا رہا ہے - ان کو inoperative قرار دیا جا رہا ہے - ان کو خلاف قانون قرار دیا جائے گا - آخر کچھ تو حد ہونی چاہیئے اور خود ہی ان کو عزت نفس کا خیال رکھنا چاہیئے - یہ کہاں جانا چاہتے ہیں ؟ یعنی یہ عام قانون تو ہوتا ہے کہ اس کو retrospective effect دے دیا - یہ آئین کو بھی retrospective effect دے رہے ہیں - اس لئے جناب چیئرمین ! میں یہ درخواست کرونگا کہ یہ جو ۳ (بی) و (سی) ہے، یہ انتہائی ظلم اور زیادتی ہے - مجھے توقع ہے کہ میرے محترم دوست جو میرے بائیں ہاتھ تشریف فرما ہیں وہ اس ظلم اور زیادتی میں شریک نہیں ہونگے اور میری ہمنوائی کرینگے - شکریہ -

Mr. Chairman: Yes, Mr. Rafi Raza.

Mr. Rafi Raza: Sir, the honourable member has not only repeated himself, but he has repeated himself as to what he said in 1974 and repeated himself on what he said in 1975, forgetting repetition in this debate, Sir.

Sir, Article 199 I do not want to go into its history. It was amended by the first amendment, the second amendment and now we have got this third amendment. This is 5th Constitution Amendment Bill. I do not think there is any confusion but if there is any confusion it is because the honourable member cares to spread confusion. It is true that the present amendment does not deal with preventive detention as is known. This is correct. That was taken care of in the Fourth Amendment Bill. It is because, as I said, the superior courts have transgressed, have gone beyond the call of 199, that this clarification and removal of confusion has become necessary to establish what was formerly and should have remained, an established principle already. It has been the endeavour of this Government, Sir, to keep preventive detention to a minimum. We have said that there are less than twenty people at present detained.

Khawaja Mohammad Safdar. Question.

Mr. Rafi Raza: I have said in the National Assembly and I repeat the challenge here. Please produce the 21st if you question that there are more than twenty under preventive detention.

خواجہ محمد صفدر : جناب والا ! ہمیں تو معلوم نہیں کہ آپ لوگوں کو کہاں لے گئے ہیں کوئی آزاد کشمیر میں ہے - کوئی کہاں ہے -

(*Interruptions*)

Mr. Rafi Raza: Sir, having done that it was the endeavour to allow the tribunals to proceed—well established tribunals with terms of reference to ensure fair trials to give them counsel and under the Defence of Pakistan Ordinance for the first time to allow for an appeal against every conviction. This is being done for the first time. The Defence of Pakistan Ordinance has also been coming down from the 2nd World War, it was then the Defence of India Act, but for the first time an appeal against any sentence is allowed.

Previously, the conviction had to be for ten years or more before an appeal was allowed. Now, we have allowed an appeal against every conviction and having allowed an appeal we have only said that there should be no bail given. The honourable Member is confusing the two. Here under Article 199 it is the exercise of the extraordinary jurisdiction as opposed to the exercise of the ordinary jurisdiction or the jurisdiction conferred on it by some special law. The law has conferred on the High Court the right of appeal. Every conviction of every tribunal under the Defence of Pakistan now goes to the High Court itself. So, the High Court should be exercising its ordinary jurisdiction conferred by law, conferred by the special law, giving them the power to hear an appeal over a conviction by a tribunal. It is not the intention of the High Court in exercise of its extraordinary jurisdiction under Article 199 to interfere in these matters. That is the position that we have made clear. That is the position that should have been there. That is the position that has always existed at all times, and all we have done is to clear confusion. Thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Now, I will put the amendment. The first amendment moved is:

"That in Clause 11 of the Bill, in the proposed new Clause (3A) paras (c), (d) and (e) be omitted".

The second amendment moved is:

"That in Clause 11 of the Bill, the proposed....."

Khawaja Mohammad Safdar: Sir, if you don't mind, one amendment at a time should be put.

Mr. Chairman: Separately. All right. I will put the first.

The question before the House is:

"That in Clause 11 of the Bill, in the proposed new Clause (3A) paras (c), (d) and (e) be omitted".

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: The amendment is lost. Now, the second amendment.

The question before the House is:

"That in Clause 11 of the Bill, the proposed new Clause (3B) and (3C) be omitted".

(The motion was negatived)

Mr. Chairman: This amendment is also lost. Now, I will put the original clause.

The question before the House is:

"That Clause 11 forms part of the Bill".

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour of Clause and 2 against ; the motion is carried. Clause 11 forms part of the Bill.

Now, we come to Clause 13. Yes, Khawaja Sahib !

خواجه محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے کلاز ۱۲ کو حذف کرنے کیلئے اس ایوان سے درخواست کی ہے اس کلاز کے متعلق پہلی خواندگی کے دوران میں نے چند معروضات پیش کیں تھیں - میں انہیں دہرانا نہیں چاہتا - ordinary view یہ ہے کہ ان ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی، بغیر ان کی مرضی اور چیف جسٹس کے مشورے کے بغیر، ان کو تبدیل کرنا ان کی آزادی میں خلل ڈالنے کے اور ان کے وقار کے خلاف ہے - ہم ان عدالتوں کی عزت کو اور آزادی کو مجروح نہیں کرنا چاہتے - میں ان الفاظ کے ساتھ درخواست کرونگا کہ میری ترمیم کو منظور کر لیا جائے -

Mr. Chairman : Thank you. Would you like to speak.

Malik Mohammad Akhtar : I have already spoken, and I don't think that he has been able to create any new point.

Mr. Chairman : Well, I will put the Clause.

Now, the question before the House is :

"That Clause 12 forms part of the Bill".

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour of the clause and 2 against. So, the motion is carried Clause 12 forms part of the Bill.

Now, Clause 13. This is about punishment for contempt of court.

Khawaja Mohammad Safdar : I am not opposing it.

Mr. Chairman : Well, the amendment has not been moved. I put the clause.

The question before the House is :

"That Clause 13 forms part of the Bill".

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour of this clause and none against. The motion is carried and clause 13 forms part of the Bill.

Now, clause 14. Yes !

Khawaja Mohammad Safdar : Sir, I beg to move :

"That in Clause 14 of the Bill, the proposed new Clause (2) be substituted by the following :

"(2) A Judge of a High Court who does not accept appointment as a judge of the Supreme Court shall be deemed to have retired from his office, but he shall continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty two years. On completing the sixty-second year of his age, he will receive the pension to which he is entitled".

Mr. Chairman : The amendment moved is :

"That in Clause 14 of the Bill, the proposed new Clause (2) be substituted by the following :

"(2) A Judge of a High Court who does not accept appointment as a judge of the Supreme Court shall be deemed to have retired from his office, but he shall continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty two years. On completing the sixty second year of his age, he will receive the pension to which he is entitled".

Malik Mohammad Akhtar : Opposed.

Mr. Chairman : The principle is the same.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں نے یہ تجویز پیش کی ھے کہ اس کلاز کو حذف کر دیا جائے اسکی متبادل ترمیم میں نے پیش کی ھے کہ جج صاحبان کو تنخواہ دی جائے اسکے متعلق میں اسی موضوع پر پہلی خواندگی اور دوسری خواندگی میں اپنے دلائل دے چکا ھوں میں اب ان کو دھرانا نہیں چاھتا کیونکہ اس وقت میرے دلائل قبول نہیں کیے گئے تھے تو وہ اب کیسے قبول کریں گے -

Mr. Chairman : I hope so. All right, I put the question.

The question before the House is :

"That in Clause 14 of the Bill, the proposed new Clause (2) be substituted by the following :

"(2) A Judge of a High Court who does not accept appointment as a judge of the Supreme Court shall be deemed to have retired from his office, but he shall continue to receive full salary and allowances which he was receiving at the time of his retirement under this clause till he attains the age of sixty two years. On completing the sixty second year of his age, he will receive the pension to which he is entitled".

(*The motion was negatived*)

Mr. Chairman : The amendment is lost.

Now, I will put the Clause.

The question before the House is :

"That Clause 14 forms part of the Bill".

(*The motion was adopted*)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour and 2 against. The motion is carried. Clause 14 forms part of the Bill.

Now, we move on to Clause 15.

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میں اس کلاز کو حذف کرانے کیلئے کھڑا ھوا ھوں اس کیلئے میرے پاس معقول وجوھات ھیں - میں یہ سمجھتا ھوں کہ اس کلاز کا کوئی مقصد نہیں ھے - یہ بالکل غیر موثر ھے اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہیں ھوگا -

میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ کیسے ؟

I refer to article 212 (2) of this Constitution:—

"(2) Notwithstanding anything hereinbefore contained, where any Administrative Court or Tribunal is established under clause (1), no other court shall grant an injunction, make any order or entertain any proceedings in respect of any such matter to which the jurisdiction of such Administrative Court or Tribunal extends and all proceedings in respect of any matter which may be pending before such other Court immediate by before the eatablishment of Administrative Court or Tribunal.....Other than an appeal pending before the Supreme Court shall abate on such establishment."

اس کو شامل کر کے پھر یہ نتیجہ نکالیں گے - اب جناب والا ! میں کہتا ہوں کہ یہ غیر موثر ہے، یہ بیکار ہے، کیوں ؟ اس لئے کہ آج سے دو سال قبل جب یہ ترمیم اس میں شامل کی گئی تھی اور جو اپیلیں اور جو مقدمات مختلف عدالتوں میں بلکہ سپریم کورٹ میں بھی دائر ہیں، وہ ختم ہو جائیں گے، وہ مردہ ہو جائیں گے وہ مر جائیں گے اس پر مزید کوئی کاروائی نہیں ہو سکے گی، دو سال ہوئے وہ ختم ہو چکے ہوئے ہیں - آج محترم وزیر قانون صاحب کہتے ہیں کہ وہ جو دو سال پہلے مر گئے تھے اب ان کی سماعت ہو سکتی ہے - اگر یہ لکھتے کہ چوتھی ترمیم میں اس کلاز کو آئیندہ شامل تصور کیا جائے گا جیسا کہ آرٹیکل ۱۹۹ میں تجویز کیا گیا ہے - یہ اس وقت سے تصور ہوگا جب کہ یہ پہلی ترمیم ہوئی تھی یہ موثر بہ ماضی ہوگا - مجھے محترم وزیر صاحب بتائیں کہ وہ کون سی ترمیم ہے جو rev.ne ہو سکتی ہے؟ وہ کون سی ترمیم ہے جو نئی ہو سکتی ہے ؟ کیونکہ لوگوں نے اپیلیں بند کر دی ہیں اب سپریم کورٹ کو بھی اختیار نہیں ہے تو کس کے پاس جائیں ؟ اسلئے جب یہ اختیارات واپس لیے گئے تھے میرے دوست یہ کہتے ہیں کہ ہم نے عدالتوں کے اختیارات کو کرتیل نہیں کیا - سپریم کورٹ کے اختیارات لے لیے گئے تھے وہ اپیلیں جو زیر سماعت تھیں وہ ختم ہو گئیں تو یہ اس وقت سے شروع ہونا چاہیئے تھا -

Malik Mohammad Akhtar: Sir, I consider that he gives his own interpretation, and then sticks to it. Many people who follow him do not know the whole story and picture. My opening speech was explanatory enough, and I need not repeat my argument.

جناب چیئرمین : شکریہ - جواب سنا ؟

خواجہ محمد صفدر : میں نے جواب سن لیا جناب !

Mr. Chairman: But he is quite clear.

خواجہ محمد صفدر : نہ ان کی ابتدائی تقریر میں بات ہوئی تھی اور نہ اب تھی -

ملک محمد اختر : ابھی فیصلہ ہو جائے -

خواجہ محمد صفدر : میں نے جو اعتراض کیا تھا اس کی بات کرتا ہوں -

Mr. Masud Ahmad Khan : Sir, I will just refer to Clause 3 of the same Article . It reads :—

> "212(3)—An appeal to the Supreme Court from a judgment, decree, order or sentence of an Administrative Court or Tribunal shall lie only if the Supreme Court, being satisfied that the case involves a subtantial question of law of public importance, grants leave to appeal."

یہ پروویژن آئین میں پہلے سے موجود ہے تو میں خواجہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ متعلقہ پروویژن آج بھی موجود ہے، اسکی موجودگی میں سپریم کورٹ کی جیورسڈکشن بار نہیں تھی -

Mr. Chairman : Thank you very much. Now, it is quite clear. Do you understand now ?

Khawaja Mohammad Safdar : No, Sir.

Mr. Chairman : You deliberately do not try to understand. You pretend not to understand. As a matter of fact, you are fully convinced of the force of his argument. Now, I will put the clause.

The question before the House is :

"That Clause 15 do stand part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour and two against it.

Clause 15 forms part of the Bill.

Clause 16 is under consideration. There is no amendment. I put the Clause.

The question before the House is :

"That Clause 16 do stand part of the Bill."

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Twenty-nine in favour and two against.

Clause 16 forms part of the Bill.

Now, we take up Clause 17.

خواجہ محمد صفدر : محترم وزیر صاحب نے گذارش کی ہے کہ اس کو چھوڑ دیں - میں نے کہا ہے کہ اگلی کو چھوڑ دوں گا - جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ دعوی کیا گیا ہے اور برابر یہ دعوی کیا جا رہا ہے کہ ہم نے بنیادی حقوق تک کو ہاتھ نہیں لگایا وہ جوں کے توں موجود ہیں بلکہ محترم وزیر اعظم صاحب نے نیشنل اسمبلی میں یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ ایمرجنسی کے ہوتے ہوئے بھی بعض بنیادی حقوق جو معطل تھے، وہ دو سال ہوئے ہم نے بحال کر دیے ہیں - ان کا دعوی درست نہیں تھا لیکن ایک سوال بڑا مزیدار پیدا ہوتا ہے - وہ یہاں ہوتے تو جواب دیتے - وہ یہ کہ آج سے دو سال قبل یا تین سال قبل ہمارے ملک کے حالات بقول محترم وزیر اعظم کے اتنے اچھے نہیں تھے جتنے اچھے آج ہیں ابھی چند روز ہوئے انہوں نے یہ دعوی فرمایا تھا کہ پاکستان جتنا آج مضبوط ہے اتنا مضبوط اپنی ساری تاریخ میں کبھی نہیں ہوا اور انہوں نے اسی ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ پاکستان کے تعلقات اپنے ہمسائیوں سے جتنے بہتر آج ہیں اس سے بہتر کبھی نہیں ہوئے - تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس غرض کیلئے ہمارے یہاں ایمرجنسی تھی -

Malik Mohammad Akhtar: Sir, he is going beyond the scope of the amendment.

خواجہ محمد صفدر : میں بنیادی حقوق کی بات کر رھا ھوں - مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیتے یہ مجھ پر بڑا ظلم ھے - I seek your protection

Mr. Chairman: But he is quite correct in asking you not to be irrelevant. It is his right to call your attention to that and it is your duty to be relevant.

خواجہ محمد صفدر : تو جناب والا ! کل دو ڈھائی بجے فارغ ھوئے تھے ابھی تو سوا ایک ھی بجا ھے - تو میں عرض کر رھا تھا کہ چاھیے تو یہ تھا کہ جو بھی اس وقت بنیادی حقوق معطل ھیں وہ اگرچہ نوٹیفکیشن کے ذریعے بحال نہیں ھو سکتے - یہ پندرہ، سولہ، سترہ، اٹھارہ اور چوبیس، یہ چھ معطل ھیں اور سب سے اھم وھی ھیں، وہ تو خود بخود معطل رھتے ھیں اور جونہی یہ نوٹیفکیشن جاری ھوا وہ معطل ھو گئے - چاھیے تو یہ تھا کہ اس نوٹیفکیشن کو واپس لے لیا جائے کیونکہ ھمارے داخلی اور بیرونی حالات بھی اچھے ھو چکے ھیں، بقول وزیر اعظم صاحب کے - لیکن ھو کیا رھا ھے ؟ معطل کرنے کے بعد جو حقوق، بنیادی حقوق عوام کو دے دیئے گئے تھے - اب وہ بھی اس ترمیم کے ذریعے واپس لیے جا رھے ھیں - جناب والا ! آپ ذرا اس پر غور فرمائیں اس میں یہ لکھا گیا ھے کہ وہ تمام قوانین جس کا تعلق ایمرجنسی سے ھے - وہ کسی عدالت میں، کسی ھائی کورٹ میں، کسی سپریم کورٹ میں بنیادی حقوق کے باب میں دیئے گئے حقوق کی بنیاد پر چیلنج نہیں ھو سکتے - یعنی یہ ترامیم مان لیجائے تو اسکا مطلب یہ ھوگا کہ یہ جو ایک temporary آرٹیکل تھا، اسکو آپ ھیڈنگ سے دیکھیں جناب والا !

'Proclamation of Emergency'

یہ محض اس لئے رکھا گیا تھا آئین میں کہ مطابق صدر یحیی خان جسے محترم وزیر اعظم صاحب غدار پاکستان کہہ چکے ھیں - اس نے جو ایمرجنسی جاری کی تھی اسے جاری رکھا جا سکتا ھے، یہ جو ایک عارضی آرٹیکل تھا - جو اس میں شامل کیا گیا تھا، اور اب اس میں ترمیم کرکے اس کو مستقل بنایا جا رھا ھے، استقلال بخشا جا رھا ھے، اور جس بات کے متعلق دعوی ھے کہ ھم نے عوام کو بنیادی حقوق واپس لوٹا دیئے ھیں جیساکہ میں عرض کر چکا ھوں، جب تک ایمرجنسی جاری ھے آرٹیکل ۳۳ کے تحت چھ نہایت اھم بنیادی حقوق تو سلب رھیں گے لیکن اس کے بعد پورے کا پورا chapter ہڑپ کیا جا رھا ھے - جناب والا ! آپ تو بنیادی حقوق جانتے ھیں - اس chapter میں ایک آرٹیکل یہ بھی ھے کہ یہاں slavery نہیں ھوگی ، غلامی نہیں ھوگی -

ملک محمد اختر : خواجہ صاحب آپ کو یہ باتیں زیب نہیں دیتں یہ slavery ھے-

خواجہ محمد صفدر : یہی تو میں عرض کر رھا ھوں کہ اس کو سسپینڈ کرنیکی کیا ضرورت تھی - مثلاً سب لوگوں کو اپنے اپنے مذھب کے مطابق عبادت کرنیکا اختیار ھے - تو یہ بھی فنڈامینٹل رائٹ ھے تو میں یہ عرض کر رھا ھوں کہ بجائے اس کے کہ ایمرجنسی کو ہٹایا جاتا کیوں کہ دوسرے ملکوں یعنی اڑوس پڑوس کے جن ملکوں کے ساتھ ازلی و ابدی دشمنی تھی - مخاصمت تھی ان کے ساتھ حالات معمول پر آچکے ھیں، اندرونی حالات بھی اسقدر اچھے ھیں کہ ابھی محترم وزیر اعظم صاحب فرما رھے تھے کہ اتنے اچھے کبھی نہیں ھوئے تھے تو اس صورت میں ایمرجنسی ھٹائی جاتی چہ جائیکہ ایمرجنسی کے تحت جو قوانین اس وقت نافذ

[Khawaja Mohammad Safdar]

ھیں ان کو اس قدر تحفظ دیا جا رہا ھے اور پورے chapter سے بنیادی حقوق کو مستثنی گردانا جا رہا ھے۔

[*At this stage the Chair was vacated by Mr. Chairman and occupied by Mr. Deputy Chairman*]

Malik Mohammad Akhtar: Sir, the matter is very simple. Instead of making an order under clause (2) of Article 233 and suspending the entire fundamental rights, which has been the demand of the Opposition since yesterday, we have only resorted to exempt from operation of the fundamental rights a few laws which have been continued, under emergency and with the concurrence of the 10 political parties who signed the document when Article 280 was inserted in the Constitution. I consider that I need not go beyond that because I dealt with this very point for atleast fifteen minutes yesterday. Thank you.

(*Loud Thumping of the Tables by Members*)

Mr. Deputy Chairman: No, no, it is not finished yet.

I put clause 17.

The question before the House is:

"That Clause 17 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Twenty-eight in favour and two against. The Clause is adopted.

Now, we move on to Clause 18. There is an amendment by Khawaja Mohammad Safdar.

Khawaja Mohammad Safdar: 19 not moved, Sir.

Mr. Deputy Chairman: Amendment No. 19 not moved.

Now, the question before the House is:

"That Clause 18 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Twenty-eight against one. The Clause is adopted.

Now, the question before the House is:

"That Clause 19 forms part of the Bill."

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman: Twenty-eight against one. The Chause is adopted.

Now, we come back to Clause 1 of the Bill.

The question before the House is that Short Title, Preamble, and Clause 1 form part of the Bill.

(*The motion was adopted*)

Mr. Deputy Chairman : Twenty-eight against two. Clause 1, Preamble and Short Title are adopted.

Now, Mr. Law Minister it is number 4.

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I beg to move :

> "That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Fifth Amendment) Bill, 1976], be passed.

Mr. Deputy Chairman : The motion moved is :

> " That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Fifth Amendment) Bill, 1976], be passed.

Khawaja Mohammad Safdar : Opposed.

Mr. Deputy Chairman : The Bill is opposed. Any speeches ?

Khawaja Mohammad Safdar : Yes.

Voices : No, no.

Mr. Deputy Chairman : It is his right. Let him speak. Yes ?

خواجہ محمد صفدر : جناب چیئرمین ! میرے خیال میں اس معزز ایوان نے آج اپنی تاریخ میں ایک نہایت ھی سیاہ باب کا اضافہ کیا ھے -

Malik Mohammad Akhtar : Question !

خواجہ محمد صفدر : یہ انتہائی قسم کا بھیانک اور خوفناک قانون ھے جس کے ذریعے آئین کے بنیادی پہلوؤں پر بنیادی اصولوں پر کاری ضرب لگائی گئی ھے - جناب چیئرمین ! اس صورت میں ھمارے لئے مشکل ھے کہ اس کی consideration میں مزید حصہ لے سکیں -

(*The Opposition then walked out of the House*)

Malik Mohammad Akhtar : Sir, I would only like to add one word that throughout the debate, whether in the National Assembly or in the Senate, no such question was raised that any of the fundamentals are being changed, and while walking out the Leader of the Opposition has been pleased to make such uncalled for observations. There is now no time to answer him and he is also not here. 'Insha Allah' we will have debate outside when they come out and they will get sufficient rebuttal in the very near future.

Mr. Deputy Chairman : But where ?

Malik Mohammad Akhtar : Outside.

Mr. Deputy Chairman : In Arambagh, you mean ?

Malik Mohammad Akhtar : Everywhere, in public meetings, on all platforms. They will find us ready, and we will welcome them. We will debate with them there.

Mr. Deputy Chairman : Do You welcome the Opposition or the walk-out.

Malik Mohammad Akhtar : I welcome the Opposition for a debate, and they will find the mighty People's Party over there.

Mr. Deputy Chairman : Now, the question before the House is :

"That the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Fifth Amendment) Bill, 1976], be passed."

(Mr. Deputy Chairman orders voting by Division)

Mr. Deputy Chairman : Let the Division Bell be rung.

جناب ڈپٹی چیئرمین : گیلریز clear کی جائیں -

Sorry, not the galleries, lobbies may be cleared.

میں نے لابیز کو کلیئر کرنے کیلئے کہا تھا -

[At this stage the chair was occupied by Mr. Chairman]

سردار محمد اسلم : سر ! یہ ھاوس ان آرڈر نہیں ھے - بیل نہیں ھوئی - ھاوس ان آرڈر کرائیں -

Mr. Chairman : No, no, the Division Bell has been rung.

سردار محمد اسلم : نہیں ھوئی -

Mr. Chairman : The Division Bell has been rung, I have told.

Sardar Mohammad Aslam : Right, Sir.

(Pause)

Mr. Chairman : Gentlemen, voting has ended. Return to your seats.

Yes, now gentlemen, I will just announce the result of the voting. 29 in favour of the motion and against the motion non, that is, Nil. I will repeat 29 are in favour of the motion and none against it. So, the motion has been carried by a majority of the total membership of the House, and the Bill is passed. There is no other business to transact. The House stands adjourned *sine die.*

SENATE LIBRARY
ISLAMABAD.

The Senate then adjourned *sine die.*

PCPPK—L/146 (77) Senate—28-5-77—250.